اَلْاَخْلَافُ عَلٰی اَقْدَامِ الْاَسْلَافِ

(اخلاف اسلاف کے نقشِ قدم پر)



(تصنیفِ لطیف)

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

www.faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

امابعد! فقیر نے ۱۴۲۳ھ کے عمرہ وزیارتِ گنبد خضراء کی سعادت اندوزی کے دوران تنبیہ المغترین مصنف قطبِ دوراں حضرت امام شعرانی قدس سرہٗ کا ترجمہ لکھا۔اس ترجمہ کے چند مضامین فقیر کو پسند آئے کتاب مذکور سے کچھ دوسری کتب سے جمع کرکے علیحدہ رسالہ تیار کیا۔ ضخیم کتاب کوئی نہیں پڑھ سکتاتواس مختصر کو ہی سامنے رکھ کراپنی زندگی سنوارے توخوب رہیگا۔اسی مناسبت سے اس کانام رکھا'' اَلْاَخْلَاقُ عَلٰی اِقْدَامِ الْاَسْلَافِ ''اللہ تعالٰی اس رسالہ کو فقیراورناشرین کے لئے توشۂ راہ آخرت اورمستفیدین کے لئے مشعل راہ بنائے۔(آمین)

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی حبیبہ الکریم الامین

وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

مدینے کابھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔پاکستان

۹ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

امابعد!تنبیہ المغترین للامام الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کاموضوع اسلاف صالحین رحمہم اللہ کے عادات واخلاق پر مشتمل ہے۔اسی لئے اس کتاب کا مطالعہ امراضِ روحانی کے لئے سراسر اکسیر ہے لیکن اس کے لئے مقدمہ ضروری ہے اسی لئے فقیر اس کا مقدمہ پیش کررہاہے تاکہ قارئین کے لئے اکسیر کی تاثیر میں اضافہ ہو۔سب کو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ الحادو بے دینی دن بدن ترقی پر ہے،کفرو بے دینی کازورہے،سچے مسلمان سلف صالحین کے مُتَّبِع (تابع)

خال خال (کہیں کہیں) نظر آتے ہیں۔ کور باطِنوں (کورِ ذہن والے لوگوں) نے اسلام کو بازیچۂ اَطفال (بچوں کا کھیل) بنا رکھا ہے۔ اپنے اپنے خیال سے اسلام کو کسی نے کچھ سمجھ رکھا ہے، کسی نے کچھ، کوئی تو محض ہمدردی کو اسلام سمجھتا ہے، کوئی بے دینوں سے مل جل کر رہنے میں اتفاق اور اسی کو خلاصۂ اسلام سمجھ کر علمائے دین و مشائخ اُمت پر تفرقہ بازی کا الزام لگاتا ہے، کوئی داڑھی منڈانے اور انگریزی ٹوپی پہننے میں اسلام کی ترقی سمجھتا ہے، کوئی مَستُورات (خواتین) کی بے پردگی میں اپنا عروج جانتا ہے۔ غرض کہ مذہب کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کے لئے ہمہ تن کوشاں ہیں۔ میں نے بحکم ''الدین النصیحه''[1] اپنے دینی بھائیوں کی ہدایت کے لئے ارادہ کیا کہ صالحین کا عَمَل دَر آمد (تجویز وغیرہ کے مطابق کام)، ان کا طریقہ، ان کے اخلاق لکھوں تاکہ سچے مسلمانوں کا طریقہ پیش نظر رہے اور ہم کوشش کریں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ان بزرگانِ دین کے قدم بقدم چلنے کی توفیق دے اور ہماری عادات، ہمارے اخلاق، ہمارا تمدن بعینہٖ وہ ہو جو ان حضرات کا تھا اور جس شخص کو اس کے بر خلاف دیکھیں وہ کیسا ہی لیکچرار، کیسا ہی لیڈر ہو اس کی صحبت کو ہم قاتل سمجھیں۔ لیکن افسوس ہے کہ دورِ حاضرہ کا مسلمان بھائی صحبت صلحاء اور علماءِ باعمل سے تو کوسوں دور بھاگتا ہے اور اسلام کے دشمنوں یا کم از کم اس سے ناقدین (عیب و ہنر جانچنے والے) کے قرب کو اپنی خیر و فلاح سمجھتا ہے فقیر اسلاف صالحین کے بطونہ نمونہ چند اخلاق و عادات عرض کرتا ہے۔

اتباع قرآن سلف صالحین کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ وہ ہر امر میں قرآن و سنت کا اتباع کیا کرتے تھے اور اس کے خلاف کو اِلحاد (کفر) و بے دینی سمجھتے تھے۔ حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ تنبیہ المغترین میں سید الطائفہ جنید رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: ''کتابنا هذا یعنی القراٰن سید الکتب و اجمعها وشریعتنا اوضح الشرائع وادقها وطریقتنا یعنی طریقة اهل التصوف مشیدة بالکتاب والسنة فمن لم یقرأ القراٰن ویحفظ السنة ویفهم معانیهما لا یصح الاقتداء به۔''[2] (تنبیه المغترین)

یعنی ہماری کتاب قرآن شریف سب کتابوں کی سردار و جامع ہے اور ہماری شریعت سب شریعتوں سے واضح اور اَدَق (نہایت باریک، مفہوم کی گہرائی باریکی اور تہ تک پہنچنے والی) ہے اور اہل تصوف کا طریق (راہِ تصوف) قرآن و سنت کے ساتھ مضبوط کیا گیا ہے۔ جو شخص قرآن و سنت نہ جانتا ہو، نہ ان کے معانی سمجھتا ہو اس کی اقتداء صحیح نہیں یعنی اسے اپنا پیشوا بنانا جائز نہیں۔

آج اس کے برعکس ہو رہا ہے کہ عموماً جن پیروں کی بیعت کی جا رہی ہے وہ اکثر جاہل اور شریعت سے بے خبر بلکہ بدقسمت تو اُلٹا شریعت کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

چوں کفر از کعبه بر خیزد کجا مانند مسلمانی

یعنی جب کفر خود کعبہ سے نمودار ہو تو پھر مسلمانی کہاں ملے گی۔

اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "جاہل پیر گمراہ مرید" میں ہے۔

---

(1) شعب الأیمان، فصل في فضل الامام، 9/496، حدیث نمبر 7015، مکتبة الرشد الطبعة: الأولى، 1423 ھ، 2003م

(2) تنبیه المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/20، المکتبة التوقیفیة

سچا پیر﴾آپ رضی اللہ عنہ اپنے احباب سے فرمایا کرتے تھے اگر تم کسی آدمی کو ہوا میں چار زانو بیٹھا دیکھو تو اس کا اتباع نہ کرو تاوقتیکہ اَمر و نَہی (حلال و حرام) میں اس کی جانچ نہ کر لو۔ اگر اسے دیکھو کہ وہ امر الٰہی پر کاربند اور نَواہی (غیر شرعی باتوں) سے پرہیز کرتا ہے تو اس کو سچا جانو اور اس کا اتباع کرو۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس سے پرہیز رکھو۔

حکایت﴾امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک ایسا شخص میرے پاس آیا جس کے ساتھ اس کے معتقدین کی ایک جماعت تھی وہ شخص بے علم تھا اس کو فناء وبقا میں کوئی ذوق حاصل تھا۔ میرے پاس چند روز ٹھہرا میں نے ایک دن پوچھا کہ وضو اور نماز کی شرطیں بتاؤ کیا ہیں؟ کہنے لگا میں نے علم حاصل نہیں کیا۔ میں نے کہا بھائی! قرآن و سنت کے ظاہر پر عبادات کا صحیح کرنا لازم ہے۔ جو شخص واجب اور مستحب، حرام و مکروہ میں فرق نہیں جانتا وہ تو جاہل ہے اور جاہل کی اقتداء نہ ظاہر میں درست ہے نہ باطن میں۔ اس نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور چلا گیا اللہ تعالٰی نے مجھے اس کے شر سے بچا لیا۔

فائدہ﴾ معلوم ہوا کہ جو لوگ تصوف کو قرآن و سنت کے خلاف سمجھتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں بلکہ تصوف میں اتباع قرآن و سنت نہایت ضروری امر ہے کیونکہ قوم کی اصلاح میں صوفی وہی شخص ہے جو عالم ہو کر اخلاص کے ساتھ اپنے علم پر عمل کرے۔ہاں حضرات مشائخ علیہم الرحمۃ اپنے ارادت مندوں کو مجاہدات و ریاضات کی ہدایت کرتے ہیں جو عین اتباعِ شریعت ہے۔

اتباعِ سنت﴾اسلاف رحمہم اللہ میں ایسے لوگ بھی تھے کہ جب کسی امر میں ان کو کتب شرعی میں کوئی دلیل نہ ملتی تھی تو وہ جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس جناب میں اپنے دلوں کے ساتھ متوجہ ہوتے اور بارگاہ عالیہ میں پہنچ کر اس مسئلہ کو دریافت کر لیا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد پر عمل کر لیا کرتے تھے۔

اقوالِ مشائخ﴾(۱) حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ان مثل ذلک خاص یا کابر الرجال[3] (تنبیہ المغترین)

یعنی یہ بات اکابر کے لئے خاص ہے۔

(۲) حضرت شیخ فضل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اتبع طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين ، وإياك وطرق الضلالة ، ولا تغتر بكثرة السالكين[4] (نزہۃ الناظرین)

یعنی ہدایت کا طریقہ اختیار کر و اس پر چلنے والے تھوڑے بھی ہوں تو بھی مضر (غیر مفید) نہیں اور گمراہی کے راستوں سے بچو۔ گمراہی پر چلنے والے بہت ہوں تو مفید نہیں۔

---

(3) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 23، المكتبة التوقيفية

(4) نزهة الناظرين في الأخبار والآثار المروية عن الأنبياء والصالحين، كتاب الإيمان، فصل فيما جاء في النهي عن البدع غير ماتقدم من الأحاديث، ص28، دار الكتب العلمية، 2008م

(۳)ابویزید بسطامی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں: لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی تربع فی الھواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنھی وحفظ الحدود واداء الشریعۃ[5] (نزہۃ الناظرین)

یعنی اگر تم دیکھو کہ ایک شخص یہاں تک اسے کرامات دی گئی ہیں کہ وہ ہوا پر چار زانو بیٹھے تو اس کے دھوکے میں نہ آؤ یہاں تک کہ دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے امر و نہی وحفظ حدود وادائے شریعت میں کیسا ہے۔

(۴)سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: الطرق کلھا مسدودۃ الا علی من اقتفی اثر الرسول علیہ السلام وقال من لم یحفظ القرأن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی بہ فی ھذا الامر لان علمنا ومذھبنا ھذا مقید بالکتاب والسنۃ[6] (نزہۃ الناظرین)

یعنی سب راستے بند ہیں مگر جو شخص رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرے اور فرمایا کہ جس شخص نے قرآن یاد نہ کیا ہو اور نہ حدیث لکھی ہو، اس کی اقتداء اس امر میں نہ کی جائے گی کیونکہ ہمارا علم قرآن وحدیث کے ساتھ مقید ہے۔

ابوسعید خراز علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو باطن ظاہر شرع کے خلاف ہو وہ باطل ہے۔[7] (نزہۃ الناظرین)

(۵)حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: (الصوفی) ھو الذی لا یطفی نور معرفتہ نور ورعہ ولا یتکلم بباطن فی علم ینقضہ علیہ ظاھر الکتاب ولا تھملہ الکرامات علی ھتک محارم اللہ تعالیٰ[8] (وفیات الاعیان)

یعنی صوفی وہ شخص ہے جس کی معرفت کا نور اس کی پرہیزگاری کے نور کو نہ بجھائے یعنی اَوامر(احکام الٰہی) پر اس کا عمل ہو اور نَواہی(غیر شرعی باتوں) سے بچتا ہو اور کوئی باطن کی ایسی بات نہ کرے جس کو ظاہر قرآن توڑتا ہو اور کرامات اسے اللہ کی محرمات(حرام کردہ اشیاء) کی ہتک(حد بندی) پر برانگیختہ(اُبھارا) نہ کریں۔ حاصل یہ کہ وہ شریعت کا سچا و پکا تابعدار ہو۔

(۵)ایک شخص جس کی زیارت کے لئے دُور دُور سے لوگ آتے تھے وہ بڑا مشہور زاہد تھا۔ اس کی شہرت کی خبر سُن کر حضرت ابویزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے اپنے بعض احباب کو فرمایا: قم بنا حتی ننظر الی ھذا الرجل الذی قد شھر نفسہ بالولایۃ

یعنی کہ آؤ ہم اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو ولی مشہور کر رکھا ہے۔

نزهة الناظرين في الاخبار والآثار المروية عن الانبياء والصالحين، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ص28، دار الكتب العلمية، 2008م
(5)وفيات الاعيان، أبو يزيد البسطامي، 531/2، دار صادر، بيروت
نزهة الناظرين في الاخبار والآثار المروية عن الانبياء والصالحين، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ص28، دار الكتب العلمية، 2008م
(6) الطريقة المحمدية، ص13، 1844م
(7)نزهة الناظرين في الاخبار والآثار المروية عن الانبياء والصالحين، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، ص28، دار الكتب العلمية، 2008م
(8)وفيات الاعيان، حرف السين المهملة، ابو الحسن سري بن مغلس، 358/2، دار صادر، بيروت

جب آپ اس کے پاس گئے اور وہ گھر سے باہر نکلا اور مسجد میں داخل ہوا تو اس نے قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوکا تو حضرت ابویزید بسطامی علیہ الرحمۃ اس کا یہ فعل دیکھ کر بغیر ملاقات واپس چلے آئے اور اس کو سلام بھی نہ کیا اور فرمایا:

هذا غير مامون على ادب من آداب رسول الله صلى الله عليه وسلم فكيف ماموناً عليه مايدعيه[9] (الرسالة القشيرية)

یعنی کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے آداب میں سے ایک ادب کا بھی امین نہیں تو ولایت جس کا یہ دعویٰ کرتا ہے اس کا امین کیسے ہو سکتا ہے۔

فائدہ﴾ یہاں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرات مشائخ کرام رحمہم اللہ کس قدر شریعت کے پابند تھے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "لَا یُصَلِّیْ لَکُمْ" یعنی کہ یہ تمہاری جماعت نہ کرائے۔

اس نے پھر جماعت کرانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو منع کیا اور اس کو خبر دی کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تمہارے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ پیش ہوا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں (میں نے منع کیا ہے):

إِنَّكَ آذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ۔[10]

یعنی تو نے (قبلہ کی طرف تھوک کر) اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی۔

اسی لئے ہم وہابیوں، دیوبندیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں اس لئے کہ وہ صحابی ہو کر خطاً کعبہ معظمہ کی بے ادبی کر بیٹھا اور یہ لوگ عمداً کعبہ کے کعبہ یعنی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بے ادب ہیں۔ تفصیل کیلئے فقیر کا رسالہ "دیوبندی امام کے پیچھے نماز کا حکم" اور "امام حرم اور ہم"۔

انتباہ﴾ یہاں سے معلوم کر لینا چاہیے کہ دین میں ادب کی کس قدر ضرورت ہے اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے قبلہ شریف کی بے ادبی کرنے کے سبب منع فرمایا کہ یہ شخص نماز نہ پڑھائے جو شخص سر سے پاؤں تک بے ادب ہو۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں گستاخ ہو، ائمہ دین کی بے ادبی کرتا ہو، حضراتِ مشائخ پر طرح طرح کے تمسخر (ٹھٹھے بازی) کرے کیا ایسا شخص امام بننے کا شرعاً حق رکھتا ہے؟ ہر گز نہیں۔

(۲) حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وبما تقع في قلبي النكتة من نكت القوم اياما فلا اقبل منه الا بشاهدين عدلين الكتاب والسنة[11] (الرسالة القشيرية)

---

(9) الرسالة القشيرية. في ذكر مشايخ هذه الطريقة ابو يزيد بن طيفور بن عيسى البسطامي. 57/1. دار المعارف. القاهرة

(10) (سنن ابي داؤد. كتاب الصلاة. باب في كراهية البزاق في المسجد. 130/1. الحديث 481. المكتبة العصرية. صيدا بيروت)

(مشكاة المصابيح. كتاب الصلاة. باب المساجد ومواضع الصلاة. الفصل الثالث. 232/1. الحديث 747 [59]. المكتب الإسلامي – بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985)

(11) (الرسالة القشيرية. باب في ذكر مشايخ هذه الطريقة. 61/1. دار المعارف. القاهرة)

یعنی کہ بسااوقات میرے دل میں نکتہ نکتوں میں سے واقع ہوتا ہے تو میں قبول نہیں کرتا جب تک قرآن و حدیث دو شاہد اس کے مثبت نہ ہوں۔

(۷) حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامات میں سے ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق و افعال اور امر و سنن میں ان کی متابعت کی جائے۔[12] (الرسالة القشيرية)

(۸) حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عالم رؤیا (خواب کی حالت) میں زیارت کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے بشر! أتدري لم رفعك الله تعالى من بين اقرانك؟ یعنی تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ہمعصروں (جو ایک ہی عہد میں حیات ہوں) پر تجھے کیوں رفعت دی؟" میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! میں نے نہیں جانا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: باتباعك لسنتي و خدمتك للصالحين ونصيحتك لا خوانك ومحبتك لاصحابي واهل بيتي وهو الذى

بلغك منازل الابرار[13] (الرسالة القشيرية)

یعنی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری سنت کے اتباع کے سبب اور صالحین کی خدمت اور برادرانِ اسلام کو نصیحت کرنے کے سبب اور میرے اصحاب و اہل بیت کی محبت کے سبب اللہ تعالیٰ نے تجھے پاک لوگوں کے مرتبہ میں پہنچایا۔

سنی برادری کو انتباہ ﴾ اہلسنت کو چاہیے کہ یہ لوگ علماء طریقت و مشائخ ملت و کبرائے حقیقت ہیں اور یہ سب کے سب شریعت محمدی کی تعظیم کرتے ہیں اور اپنے باطنی علوم کو ملت حنفیہ و سیرتِ احمدیہ کے تابع رکھنا لازم سمجھتے ہیں تو اب وہ جاہل پیر جو شریعت کی بالکل پابندی نہیں کرتے۔ نماز، روزہ پر تمسخر اُڑاتے ہیں، داڑھیاں چٹ کرا کے رات دن بھنگ اور چرس پیتے ہیں اور اپنے آپ کو خدا رسیدہ اور ولی اللہ سمجھتے اور کہتے ہیں کہ شرع کی اور فقیر کی قدیم سے مخالفت چلی آئی ہے اور کہتے ہیں کہ ظاہری علم کے ترک سے وصول الی اللہ حاصل ہوتا ہے وغیرہ ذلک من الخرافات۔ خبردار یہ ہرگز ہرگز ولایت کو نہیں پہنچ سکتے ایسے لوگوں کی صحبت سے پرہیز لازم ہے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے ایسے لوگوں کے حق میں فرمایا ہے:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نہ باید داد دست[14]

یعنی بہت سے شیطان انسانی شکلوں میں ہیں لہٰذا ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔

سچے اُولیاء کی نشانی ﴾ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ طریق اہل اللہ مطابق شریعت ہے اور جو لوگ شریعت کے پورے پورے تابعدار ہیں وہی اللہ کے اولیاء اور مقبول ہیں اور طریقت اسی شریعت کا نام ہے لیکن یاد رہے کہ اولیائے کرام و مشائخ عظام جو کتاب و سنت کا اتباع کرتے تھے تو بتَوَسُّط (وسیلے سے) مُجتَہِد (رہبری) کرتے تھے۔ کوئی ان میں سے جو کہ مجتہد نہ تھا غیر مقلد نہ ہوا۔ چنانچہ در مختار میں لکھا ہے کہ ابراہیم ادہم، شفیق بلخی، معروف کرخی، ابو یزید بسطامی،

---

(12) (الرسالة القشيرية، باب في ذكر مشايخ هذه الطريقة، 48/1، دار المعارف، القاهرة)

(13) (الرسالة القشيرية، باب في ذكر مشايخ هذه الطريقة، ابونصر بشر بن الحارث الحافى، 48/1، دار المعارف، القاهرة)

(14) (مثنوی معنوی، دفتر اول، ص12) و (گلدستہ مثنوی، ص60، معارف نعمانیہ لاہور)

فضیل بن عیاض، داؤد طائی، ابو حامد خلف بن ایوب، عبداللہ ابن مبارک، وکیع بن الجراح اور ابو بکر وراق وغیر ہم رحمہ اللہ علیہم بہت سے اُولیاء کرام حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کے سلسلے مذہب پر ہوئے ہیں۔[15]

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

یعنی تمام شیر دنیوی اسی سلسلہ سے وابستہ ہیں لومڑی حیلہ سازی سے اس مضبوط سلسلہ کو کس طرح توڑ سکتی ہے۔

اخلاص ﴾ یہ ہر نیک عمل کے لئے بمنزلہ بیج کے ہے جس عمل میں اخلاص زیادہ ہوگا اس کا اجر وثواب بھی بہت زیادہ ہوگا اگر اس میں کمی ہوگی تو اجر وثواب بھی کم ملیگا جو عمل اخلاص سے خالی ہوگا وہ ریاء ہوگا جس میں بجائے ثواب کے عذاب ہوگا۔

طریقۂ سلف ﴾ سلف صالحین علیہ الرحمۃ کی عادت مبارکہ میں اخلاص تھا۔ وہ ہر ایک عمل میں اخلاص کو مد نظر رکھتے تھے اور ریا کا شائِبَہ (شک) بھی ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی عمل بجز اخلاص مقبول نہیں۔ وہ لوگوں میں زاہد، عابد بننے کے لئے کوئی کام نہیں کرتے تھے انہیں اس بات کی کچھ پرواہ نہ ہوتی تھی کہ لوگ انہیں اچھا سمجھیں گے یا بُرا۔ ان کا مقصود محض رضائے حق تعالیٰ ہوتا تھا ساری دنیا ان کی نظروں میں ہیچ (ذلیل و بے معنی) تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اخلاص کے ساتھ عمل قلیل بھی کافی ہوتا ہے مگر اخلاص کے سوا رات دن بھی عبادت کرتا رہے تو کسی کام کی نہیں۔

اقوال واحوال اسلاف ﴾ (۱) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یمن بھیجا تو فرمایا:

اخلص دینک یکفک العمل القلیل۔[16] (المستدرک علی الصیحین)

یعنی اپنے دین میں اخلاص کر تجھے تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ کسی سے مخفی نہیں کہ ایک لڑائی میں ایک کافر پر آپ رضی اللہ عنہ نے قابو پالیا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے منہ مبارک پر تھوک دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ حیران رہ گیا کہ یہ بات کیا ہے؟ بجائے اس کے کہ انھیں غصہ آتا اور مجھے قتل کر دیتے اُنہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ حیران ہو کر پوچھتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

گفت من تیغ ازپئے حق مے زنم بندۂ حقم نہ مامور تنم شیر حقم نیستم شیرہوا فعل من بردین من باشد گواہ

یعنی میں نے محض رضائے حق کے لئے تلوار پکڑی ہے۔ میں خدا کے حکم کا بندہ ہوں اپنے نفس کے بدلہ کے لئے مامور (مقرّر) نہیں ہوں۔ میں خدا کا شیر ہوں اپنی خواہش کا شیر نہیں ہوں چونکہ میرے منہ پر تو نے تھوکا ہے اس لئے اب اس لڑائی میں نفس کا دخل ہو گیا اخلاص جاتا رہا۔ اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا کہ میرا کام اخلاص سے خالی نہ ہو۔

---

(15) در المختار، الباب مقدمہ، 1/58، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية 1386 ھ = 1966م

(16) المستدرک علی الصیحین، کتاب الرقاق، حدیث 7844، 4/341، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1411ھ/1990م

چونکه درآمد علتے اندرغزا تیغ رادید نہاں کردن سزا

یعنی جب اس جنگ میں ایک عِلّت (وجہ) پیدا ہوگئی جو اخلاص کے منافی تھی تو میں نے تلوار کا روکنا ہی مناسب سمجھا۔ وہ کافر حضرت کا یہ جواب سن کر مسلمان ہو گیا۔ اس پر مولانا رومی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

بس خجسته معسیت کاں مرد کرد نے زخارے بردمد اوراق ورد [17]

یعنی وہ تھوکنا اس کے حق میں کیا مبارک ہو گیا کہ اسے اسلام نصیب ہو گیا۔

اس پر مولانا تمثیل رحمۃاللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح کانٹوں سے گل سرخ کے پتے نکلتے ہیں اسی طرح اس کے گناہ سے اسے اسلام حاصل ہو گیا۔

(۳) وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: من طلب الدنیا بعمل الآخرۃ نکس اللّٰہ قلبہ وکتب اسمہ فی دیوان اھل النار [18]

(تنبیہ المغترین)

یعنی جو شخص آخرت کے عمل کے ساتھ دنیا طلب کرے خدا تعالیٰ اس کے دل کو اُلٹا کر دیتا ہے اور اس کا نام دوزخیوں کے دفتر میں لکھ دیتا ہے۔

حرث الدنیا نؤتہ منھا وما لہ فی الآخرۃ من نصیب [19]

یعنی جو شخص (اپنے اعمال صالح میں) دنیا چاہے ہم دنیا سے اتنا جتنا کہ اس کا مقرر ہے دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں۔

(۴) بعض بزرگانِ دین سے منقول ہے کہ وہ یہاں تک اخلاص کی کوشش کرتے تھے کہ وہ ہمیشہ جماعت کی صف اول میں شامل ہوتے ایک دن اتفاقاً آخری صف میں کھڑے ہوئے اور دل میں خیال آیا کہ آج لوگ مجھے آخری صف میں دیکھ کر کیا کہیں گے۔ اس خیال کے سبب لوگوں سے شرمندہ ہو گئے یعنی یہ خیال آیا کہ پچھلی صف میں لوگ دیکھ کر کہیں گے کہ آج اس کو کیا ہو گیا ہے کہ پہلی صف میں نہیں مل سکا۔ اس خیال کے آتے ہی یہ سمجھا کہ میں نے جتنی نمازیں پہلی صف میں پڑھی ہیں اس میں لوگوں کے لئے نمائش مقصود تھی تو تیس سال کی نمازیں قضا کیں۔

(۴) حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: أخلصی تتخلصی، [20]

یعنی اے نفس! اخلاص کر! تاکہ تو خلاصی پائے۔

---

(17) مثنوی، دفتر اول، ص 272

(18) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 26/1، المکتبۃ التوقیفیۃ

(19) احیاء علوم الدین، الباب فضیلۃ الزھد، بیان فضیلۃ الزھد قال اللّٰہ تعالیٰ فخرج علی قومہ فی زینتہ الی قولہ، 219/4، دار المعرفۃ بیروت

(20) احیاء علوم الدین، الباب فضیلۃ الاخلاص، 378/4، دار المعرفۃ بیروت

(۵)حضرت یعقوب مکفوف علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: المخلص من یکتم حسناتہ کما یکتم سیئاتہ[21]

یعنی مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو ایسے ہی چھپائے جیسے کہ اپنی بُرائیوں کو چھپاتا ہے۔

(۶)سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے فرمایا: یا بنی لا تتعلم العلم الا اذا نویت العمل بہ و الا فھو وبال علیک یوم القیٰمۃ[22] (تنبیہ المغترین)

یعنی اے میرے بیٹے! علم پر اگر عمل کی نیت ہو تو پڑھو ورنہ وہ علم قیامت کے دن تجھ پر وبال ہو گا۔

(۷)حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ ہمیشہ اپنے نفس کو مخاطب کر کے فرمایا کرتے تھے: تتکلمین بکلام الصالحین القانتین العابدین و تفعلین فعل الفاسقین المنافقین المرائین واللہ ما ھذہ صفات المخلصین[23] (تنبیہ المغترین)

یعنی اے نفس تو باتیں تو ایسی کرتا ہے جیسے بڑا ہی کوئی صالح، عابد، زاہد ہے لیکن تیرے کام ریاکار، فاسقوں، منافقوں کے ہیں۔ خدا کی قسم! مخلص لوگوں کی یہ صفات نہیں کہ ان میں باتیں ہوں اور عمل نہ ہو۔

خیال فرمایئے امام حسن بصری علیہ الرحمۃ وہ شخص ہیں جنھوں نے اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ پیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خرقہ خلافت پہنا، سلسلہ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ کے شیخ ہوئے مگر نفس کو ہمیشہ ایسا ہی جھڑکا کرتے تھے تاکہ اس میں ریا پیدا نہ ہو۔ ایک ہم بھی ہیں بدنام کِنندہ نکونامے (چندہ نام) چند کہ ہم اپنی ریاکاریوں کو عین اخلاص سمجھے ہیں۔

(۸)ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ آدمی مخلص کس وقت ہوتا ہے۔ فرمایا جب عبادتِ الٰہی میں خوب کوشش کرے اور اس کی خواہش یہ ہو کہ لوگ میری عزت نہ کریں جو عزت لوگوں کے دلوں میں ہے وہ بھی جاتی رہے۔[24]

(۹)یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا کہ انسان کب مخلص ہوتا ہے۔ فرمایا جب شیر خوار بچہ کی طرح اس کی عادت ہو۔ شیر خوار بچہ کی کوئی تعریف کرے تو اسے خوشی نہیں لگتی اور مذمت کرے تو اُسے بُری نہیں معلوم ہوتی جس طرح وہ اپنی مدح اور ذَم (تعریف اور مذمت) سے بے پرواہ ہوتا ہے اسی طرح انسان جب مدح وذم کی پرواہ نہ کرے تو مخلص کہا جا سکتا ہے۔[25]

---

(21)احیاء علوم الدین ، الباب الثانی فی الاخلاص وفضیلتہ و حقیقۃ ودرجاتہ، 378/4، دار المعرفۃ بیروت

(22)تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 26، المکتبۃ التوقیفیۃ

(23) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 26، المکتبۃ التوقیفیۃ

(24)تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 26، المکتبۃ التوقیفیۃ

(25)تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 27، المکتبۃ التوقیفیۃ

(۱۰)ابوالسائب علیہ الرحمۃ یہاں تک اخلاص کا خیال رکھتے تھے کہ اگر قرآن وحدیث کے سننے سے ان کو رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں میں پانی بھر آتا تو آپ فوراًاس رونے کو تبسم کی طرف پھیر دیتے یعنی ہنس پڑتے اور ڈرتے کہ رُونے میں ریا نہ ہو جائے۔[26] آج ہم خواہ مخواہ وعظ میں، تقریر میں رونی صورت بناتے ہیں کہ لوگ سمجھیں کہ یہ حضرت بڑے نرم دل اور خدا خوف ہیں۔

به بیں تفادت ره ازکجاست تابکجا یعنی دیکھ کہ اس میں فرق کہاں سے کہاں تک ہے

(۱۱)حضرت ابوعبداللہ انطاکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ریاکار کو حکم ہو گا کہ جس شخص کے دکھانے کے لئے تونے عمل کیا اس کا اجر اسی سے مانگ۔[27]

(۱۲)حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: من ذم نفسه في الملأ، فقد مدحها وذلك من علامات الرياء ،[28] (تنبيه المغترين)

یعنی کہ جو شخص مجالس میں اپنے نفس کی مذمت کرے تو اس نے گویا مدح کی اور یہ ریا کی علامت سے ہے۔

یہاں سے ان واعظوں اور لیکچراروں کو عبرت حاصل کرنا چاہیے تو سٹیج پر کھڑے ہوتے اپنی مذمت کرتے ہیں کہ ان حضرات کے سامنے کیا جرأت رکھتا ہوں کہ بولوں میں ان کے سامنے ہیچ ہوں، یہ ہوں، یہ مذمت نہیں بلکہ حقیقت میں اپنی تعریف کرنا ہے۔ بزرگانِ دین اس کو بھی ریا پر محمُول (قیاس، گمان کیا ہوا) فرماتے تھے۔

(۱۳)حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کسی بھائی کو اس کے نفلی روزوں کے متعلق نہ پوچھو کہ تیرا روزہ ہے یا نہیں کیونکہ اگر اُس نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا دل خوش ہو گا اور وہ خیال کرے گا کہ میری عبادت کا اس کو پتہ لگ گیا ہے۔ اگر وہ بولا کہ میرا روزہ نہیں تو وہ غمناک ہو گا اور اسے شرم آئے گی کہ میرا روزہ نہیں اور اس شخص کو میری نسبت جو حسن ظن ہے جاتا رہے گا۔ یہ خوشی اور غمی دونوں ہی علاماتِ ریا سے ہیں اور اس میں اس شخص کی فَضِیحَت (ذِلت) ہے کہ صرف تمہارے پوچھنے کے سبب وہ ریا میں مبتلا ہوا۔[29]

(۱۴)حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کعبہ کا طواف کرتا ہے اور وہ خراسان کے لوگوں کے لئے ریا کرتا ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ طواف کرنے والا اس بات کی محبت رکھتا ہے کہ اہل خراسان مجھے دیکھیں اور یہ خیال کریں کہ یہ شخص مکہ شریف کا مجاور ہے اور ہر وقت طواف وسعی میں رہتا ہے بڑا اچھا ہے۔ جب اس نے یہ خیال کیا تو اس طواف میں اخلاص جاتا رہا۔[30]

(۱۵)حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

---

(26)تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 27، المكتبة التوقيفية

(27)تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 27، المكتبة التوقيفية

(28)تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 27، المكتبة التوقيفية

(29)تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 27، المكتبة التوقيفية

(30)تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 28، المكتبة التوقيفية

ادرکنا الناس وھم یراؤون بما یعملون فصاروا الان براؤون بما لا یعملون[31] (تنبیہ المغترین)

یعنی ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ وہ عملوں میں ریا کرتے تھے اور یعنی عمل کرتے تھے اور اس میں ریا ہوتا تھا۔ لیکن آج ایسی حالت ہوگئی ہے کہ لوگ ریا کرتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے یعنی کرتے کچھ نہیں محض ریا ہی ریا ہے۔

(۱۶) حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اس امر کی محبت رکھے گا کہ لوگ میرا ذکر خیر کریں اس نے نہ اخلاص کیا نہ تقویٰ۔[32]

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نیت صالحہ بکثرت کیا کرو کہ نیت صالحہ میں ریا کی گنجائش نہیں۔"[33]

(۱۷) حضرت ابوداؤد طیاسی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ عالم کو لازم ہے کہ جب کوئی کتاب لکھے تو اس کی نیت میں دین کی نصرت کا ارادہ ہو۔ یہ ارادہ نہ ہو کہ عمدہ تالیف (ترتیب دینے کے عمل) کے سبب لوگ مجھے اچھا سمجھیں اگر یہ ارادہ کرے گا تو اخلاص جاتا رہے گا۔[34]

(۱۸) امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریاکار کی تین علامتیں ہیں جب اکیلا ہو تو عبادت میں سستی کرے اور نوافل بیٹھ کر پڑھے اور جب لوگوں میں ہو تو نہ سستی کرے بلکہ عمل زیادہ کرے اور جب لوگ اس کی مدح (تعریف) کریں تو عبادت زیادہ کرے اگر لوگ مذمت کریں تو چھوڑ دے۔[35]

(۱۹) حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو عمل میں نے ظاہر کر دیا ہے میں اس کو شمار میں نہیں لاتا یعنی اس کا کالعَدَم (نہ ہونے کے برابر) سمجھتا ہوں کیونکہ لوگوں کے سامنے اخلاص حاصل کرنا مشکل ہے۔[36]

(۲۰) حضرت ابراہیم تیمی علیہ الرحمۃ ایسا لباس پہنتے تھے کہ ان کے احباب کے سوا کوئی ان کو پہچان نہیں سکتا تھا کہ یہ عالم ہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو ایسا چھپائے جیسے برائیوں کو چھپاتا ہے۔[37]

(۲۱) حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے حضرت طاؤس علیہ الرحمۃ کو دیکھا کہ وہ حرم شریف میں ایک بہت بڑے حلقہ درس میں حدیث کا املاء فرما رہے تھے۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ نے قریب ہو کر ان کے کان میں کہا کہ اگر نفس تجھے عجب میں ڈالے یعنی اگر نفس کو یہ بات پسندیدہ معلوم ہوتی ہے تو تو اس مجلس سے اُٹھ کھڑا ہو اُسی وقت حضرت طاؤس علیہ الرحمۃ اُٹھ کھڑے ہوئے۔[38]

---

(31) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 28، المکتبۃ التوقیفیۃ

(32) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 28، المکتبۃ التوقیفیۃ

(33) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 28، المکتبۃ التوقیفیۃ

(34) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 29، المکتبۃ التوقیفیۃ

(35) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 29، المکتبۃ التوقیفیۃ

(36) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 29، المکتبۃ التوقیفیۃ

(37) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 29، المکتبۃ التوقیفیۃ

(38) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 29، المکتبۃ التوقیفیۃ

(۲۲) حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ کے حلقہ میں تشریف لے گئے تو آپ کے حلقہ درس کو دیکھ کر فرمانے لگے اگر یہ حلقہ کسی صحابی کا ہوتا تو اپنے نفس پر عجب سے بے خوف نہ ہوتا۔ [39]

(۲۳) حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ جب حدیث کی املاء کے لئے اکیلے بیٹھتے تو نہایت خائف اور مرعوب بیٹھتے۔ اگر ان کے اُوپر سے بادل گزرتا تو خاموش ہو جاتے اور فرماتے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس بادل میں پتھر نہ ہوں جو ہم پر برسائے جائیں۔ [40]

(۲۴) ایک شخص حضرت اعمش علیہ الرحمۃ کے حلقہ میں ہنسا تو آپ نے اس کو جھڑکا اور اُٹھا دیا اور فرمایا کہ تو علم طلب کرتا ہوا ہنستا ہے۔ جس علم کے طلب کے لئے اللہ تعالیٰ نے تجھے مُکَلَّف (پابند) فرمایا۔ پھر آپ نے دو ماہ تک اس کے ساتھ کلام نہ کیا۔ [41]

(۲۵) حضرت سفیان بن عیینہ علیہ الرحمۃ کو کہا گیا کہ آپ کیوں ہمارے ساتھ بیٹھ کر حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ فرمایا خدا کی قسم! میں تمہیں اس بات کا اہل نہیں سمجھتا کہ تمہیں حدیثیں بیان کروں اور اپنے نفس کو بھی اہل نہیں سمجھتا کہ تم میرے جیسے شخص سے حدیثیں سنو۔ [42]

(۲۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جب قرآن کی تفسیر بیان کرنے سے فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے کہ اس مجلس کو استغفار کے ساتھ ختم کرو یعنی مجلس کے ختم پر بہت استغفار کرتے۔ [43] فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: العمل لاجل الناس ریاء وترک العمل لاجل الناس شرک و الاخلاص ان یعافیک اللہ منھما [44] (تنبیہ المغترین)

یعنی لوگوں کے واسطے عمل کرنا ریا ہے اور لوگوں کے واسطے عمل چھوڑ دینا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ ان دونوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ نہ لوگوں کے دکھانے کے لئے عمل کرے نہ لوگوں کے ہونے کے سبب چھوڑ دے۔

فائدہ﴾ حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ترک عمل برائے مردُمان (تراکیب میں) یہ ہے کہ جہاں لوگ تعریف کرنے والے ہوں وہاں تو عمل کرے اور جہاں نہ ہوں تو چھوڑ دے۔ [45]

(۲۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو فرمایا کرتے تھے جب تم روزہ رکھو تو سر اور داڑھی کو تیل لگاؤ اور اپنی حالت ایسی رکھو کہ کوئی معلوم نہ کر سکے کہ یہ روزہ دار ہیں۔ [46]

---

(39) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 29، المکتبۃ التوقیفیۃ
(40) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 30، المکتبۃ التوقیفیۃ
(41) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 30، المکتبۃ التوقیفیۃ
(42) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 44، المکتبۃ التوقیفیۃ
(43) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 30، المکتبۃ التوقیفیۃ
(44) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، 1/ 33، المکتبۃ التوقیفیۃ
(45) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح باب کثرت اخلاصھم، 1/ 33، المکتبۃ التوقیفیۃ
(46) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، باب کثرت اخلاصھم، 1/ 33، المکتبۃ التوقیفیۃ

(۲۸) حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کوئی شخص اس شخص سے زیادہ بے عقل نہیں دیکھا جو اپنے نفس کی برائی کو جانتا ہے۔ پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے عالم وصالح سمجھیں اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کانٹے بوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس میں کھجوروں کا پھل لگے۔ (47)

(۲۹) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سجدہ میں رو رہا ہے فرمایا: نعم هذا لو كان في بيتك حيث لا يراك الناس (48)

(تنبیہ المغترین)

یعنی یہ اچھا کام ہے اگر گھر میں ہوتا جہاں لوگ نہ دیکھتے۔

حکایت امام غزالی علیہ الرحمۃ احیائے علوم میں نقل کرتے ہیں کہ ایک عابد کو جو کہ عرصہ دراز سے عبادتِ الٰہی میں مشغول تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک قوم ہے جو ایک درخت کی پرستش کرتی ہے عابد سن کر غضب میں آیا اور اس درخت کے کاٹنے پر تیار ہو گیا اس کو ابلیس شیخ کی صورت میں ملا اور پوچھا کہ کہاں جاتا ہے۔ عابد نے کہا کہ میں اس درخت کو کاٹنے کو جاتا ہوں جس کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تو فقیر آدمی ہے تمہیں ایسی کیا ضرورت پیش آگئی کہ تم نے اپنی عبادت اور ذکر و فکر کو چھوڑ کر اس کام میں لگ پڑا۔ عابد بولا کہ یہ بھی میری عبادت ہے۔ ابلیس نے کہا کہ میں تجھے ہر گز درخت کاٹنے نہیں دوں گا اس پر دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی، عابد نے شیطان کو نیچے ڈال دیا اور سینہ پر بیٹھ گیا۔ ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں تیرے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہٹ گیا تو شیطان نے کہا اللہ تعالیٰ نے تم پر اس درخت کا کاٹنا فرض نہیں کیا اور تو خود اس کی پوجا نہیں کرتا پھر تجھے کیا ضرورت ہے کہ اس میں دخل دیتا ہے کیا تو نبی ہے یا تجھے خدا نے حکم دیا ہے۔ اگر خدا کو اس درخت کا کاٹنا منظور ہے کسی اپنے نبی کو حکم بھیج کر کٹوا دیگا۔ عابد نے کہا میں ضرور کاٹوں گا۔ پھر ان دونوں میں جنگ شروع ہو گئی عابد اس پر غالب آگیا اس کو گرا کر اس کے سینہ پر بیٹھ گیا۔ ابلیس عاجز آگیا اور اس نے ایک اور تدبیر سوچی اور کہا کہ میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرنے والی ہو اور وہ تیرے لئے بہت بہتر اور نافع ہے۔ عابد نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے بتاؤں اس نے چھوڑ دیا تو ابلیس نے بتایا کہ تو ایک فقیر آدمی ہے تیرے پاس کوئی شئے نہیں لوگ تیرے نان ونفقہ کا خیال رکھتے ہیں کیا تو نہیں چاہتا کہ تیرے پاس مال ہو اور تو اس سے اپنے خویش واقارب کی خبر رکھے اور خود بھی لوگوں سے بے پرواہ ہو کر زندگی بسر کرے۔ اس نے کہا ہاں یہ بات تو دل چاہتا ہے تو ابلیس نے کہا کہ اس درخت کے کاٹنے سے باز آجا۔ میں ہر روز ہر رات کو تیرے سر کے پاس دو دینار رکھ دیا کروں گا سویرے اُٹھ کر لے لیا کرنا۔ اپنے نفس پر، اپنے اہل وعیال پر و دیگر اقارب وہمسایہ پر خرچ کیا کرنا تیرے لئے یہ کام بہت مفید اور مسلمانوں کے لئے بہت نافع ہو گا۔ اگر یہ درخت تو کاٹے گا اس کی جگہ اور درخت لگائیں گے تو اس میں کیا فائدہ ہو گا۔ عابد نے تھوڑا فکر کیا اور کہا کہ شیخ (ابلیس) نے سچ کہا میں کوئی نبی نہیں ہوں کہ اس کا قطع مجھ پر لازم ہو اور نہ مجھے حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس کے کاٹنے کا امر فرمایا ہے کہ میں نہ کاٹنے سے گنہگار ہوں گا اور جس بات کا اس شیخ نے ذکر کیا ہے وہ بیشک مفید ہے۔ یہ سوچ کر عابد نے منظور کر لیا اور پورا عہد کر کے واپس آگیا۔ رات کو سویا، صبح اُٹھا تو دو دینار اپنے سرہانے پا کر بہت خوش ہوا اسی طرح دوسرے دن بھی دو دینار مل گئے۔ پھر تیسرے دن کچھ نہ ملا تو عابد کو غصہ آیا اور پھر درخت کاٹنے کے ارادے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ابلیس اسی صورت میں سامنے آگیا اور کہنے لگا کہ اب کہاں

---

(47) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، باب کثرت اخلاصهم، 1/33، 34، المکتبۃ التوقیفیۃ

(48) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، باب کثرت اخلاصهم، 1/34، المکتبۃ التوقیفیۃ

کا ارادہ ہے۔اسی تکرار میں ان دونوں میں کشتی ہوئی ابلیس نے عابد کو گرا لیا اور سینہ پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اگر اس ارادہ سے باز آجائے تو بہتر ورنہ تجھے ذبح کر ڈالوں گا۔عابد نے معلوم کیا کہ مجھے اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں کہنے لگا کہ اسکی وجہ بتاؤ کہ کل تو میں نے تم کو پچھاڑ لیا تھا۔آج تو غالب آگیا ہے کیا وجہ ہے۔شیطان بولا کہ کل تو خالص خدا کے لئے درخت کاٹنے نکلا تھا تیری نیت میں اخلاص تھا لیکن آج تجھے دو دیناروں کے نہ ملنے کا غصہ ہے۔آج تیرا ارادہ محض خدا کے لئے نہیں اس لئے میں آج تجھ پر غالب آگیا۔اس حکایت سے معلوم ہوا کہ شیطان محض بندوں پر غلبہ نہیں پا سکتا۔حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس کی تصریح فرمائی ہے "اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡھُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ" تو معلوم ہوا کہ بندہ شیطان سے اخلاص کے سوا بچ نہیں سکتا۔اخلاص ہو تو ابلیس کی کوئی پیش نہیں جاتی۔[49]

(احیاء علوم الدین)

الحب فی اللّٰہ والبغض فی اللّٰہ[50]
محبت ہو تو اللّٰہ کے لئے
کسی پر غصہ و غضب ہو تو اللّٰہ کے لئے

طریقۂ سلف﴾سلف صالحین رحمہم اللہ کی عاداتِ مبارکہ میں یہ بھی تھا کہ وہ جس شخص سے محبت یا دشمنی رکھتے تھے محض خدا کے لئے رکھتے تھے دنیا کی کوئی غرض نہیں ہوتی تھی۔یعنی کسی دنیادار کے ساتھ دنیا کے لئے محبت نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کا مقصود رضائے حق سبحانہ و تعالیٰ ہوتا تھا اگر دنیادار باوجود مالدار ہونے کے دین دار بھی ہو تو بوجہ دین داری کے اس سے محبت رکھتے تھے اگر بے دین ہو تو اسے ہدایت کرتے تھے اور یہی کمال ایمان ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے: من احب للّٰہ و ابغض للّٰہ و اعطی للّٰہ و منع للّٰہ فقد استکمل الایمان[51]

یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے (کسی سے) محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لئے کسی سے بغض رکھا اور اللہ ہی کے لئے کچھ دیا اور اللہ ہی کے لئے کچھ روکا تو یقیناً اس نے ایمان مکمل کر لیا۔

وحی موسیٰ علیہ السلام﴾اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ کیا تو نے میرے لئے بھی کوئی کام کیا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ ہاں میں نے تیرے لئے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، خیرات دی اور بھی کچھ اعمال عرض کئے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اعمال تو تیرے لئے ہیں۔کیا تو نے میرے دوست کے ساتھ میرے لئے محبت کی اور میرے دشمن کے ساتھ میرے لئے دشمنی کی۔[52]

فائدہ﴾اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت، اللہ تعالیٰ کے لئے بغض یہ افضل اعمال میں سے ہے۔

---

(49) احیاء العلوم الدین، 4/346، دار المعرفۃ بیروت

(50) مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر 35342 جزء 12 ص30 مکتبۃ التشد–الریاض الطبعۃ الاولی 1109

(51) سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان و نقصانہ، 7/69، الحدیث، 4681، المکتبۃ العصریۃ، صیدا بیروت

(52) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضی اللہ عنہم کثرۃ الصبر علی جور الحکام، 1/46، المکتبۃ التوقیفیۃ

اقوال واحوالِ اسلاف﴾(۱) حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: مصارمة الفاسق قربان إلى الله[53] (احیاء علوم الدین)

یعنی فاسق کے ساتھ قطع کرنا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے۔

(۲) حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ کیا فاسق کے پاس تعزیت یا ماتم پرستی کے لئے جانا درست ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا کہ درست نہیں ہے۔[54]

(۳) حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: من ادعى أنه يحب عبدا لله تعالى و لم يبغضه إذا عصى الله تعالى ففد كذب فى دعواه أن يحبه لله[55]

یعنی جو شخص دعویٰ کرے کہ میں فلاں شخص کو خدا کے لئے دوست رکھتا ہوں اور وہ شخص جب نافرمانی کرے اور وہ اسے بُرا نہ سمجھے تو اس نے محبت کے دعویٰ میں جھوٹ کہا کہ خدا کے لئے ہے اس کی محبت خدا کے لئے نہیں۔ اگر خدا کے لئے ہوتی تو اس نے نافرمانی کی تھی اسے اس نافرمانی کے سبب بُرا سمجھتا۔ اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کو بے دینوں سے ایسی نفرت تھی۔

(۴) حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ کتے کو جب آپ کے سامنے آکر بیٹھ جاتا تو نہ ہٹاتے اور فرماتے: هٰذَا خَيْرٌ مِنْ قَرِينِ السُّوءِ[56]

یعنی بُرے ساتھی سے کتا اچھا ہے۔

(۵) احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیکوں سے محبت اور ان کے پاس بیٹھنا ان کی صحبت میں رہنا ان کے افعال و اقوال دیکھ کر عمل کرنا انسانی قلب کے لئے اس سے زیادہ کوئی بات نافع نہیں اور بُروں کی صحبت میں رہنا فاسقوں سے خلط ملط (ملاکر) رکھنا، ان کے بُرے کام دیکھ کر بُرا نہ جاننا اس سے زیادہ قلب کے لئے کوئی شئے ضرر رساں (نقصان پہنچانے والی) نہیں۔[57]

(۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل معاصی کے ساتھ بغض رکھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو اور ان سے دور رہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو اور ان کو بُرا سمجھنے سے اللہ کی رضا حاصل کرو۔ لوگوں نے عرض کی کہ اے نبی اللہ علیہ السلام پھر ہم کس کے پاس بیٹھیں فرمایا:

جَالِسُوا مَنْ يُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ رُؤْيَتُهُ ، وَمَنْ يَزِيدُ فِي عِلْمِكُمْ مَنْطِقُهُ ، وَمَنْ يُرَغِّبُكُمْ فِي الآخِرَةِ عَمَلُهُ[58]

(تاريخ مدينة دمشق ،ابن عساكر ،ج ۴۷ ،الصفحة ۴۵۳)

---

(53) احياء علوم الدين، كتاب آداب الالفة والاخوة والصحبة والمعاشرة مع اصناف الخلق، 160/2، دار المعرفة بيروت

(54) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/ 46، المكتبة التوقيفية

(55) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/ 47، المكتبة التوقيفية

(56) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/ 47، المكتبة التوقيفية

(57) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/ 47، المكتبة التوقيفية

(58) تاريخ مدينة الباب عيسي بن مريم روح الله وكلمته وعبده، 47/ 453 دار الفكر الطبعة الاولي 1415 هـ–1995 م س

یعنی ان لوگوں کے پاس بیٹھو جن کا دیکھنا تمہیں اللہ کو یاد کراوے اور جن کا کلام تمہارے اعمال میں زیادتی کا باعث ہو اور ان کے اعمال تمہیں آخرت کی طرف رغبت دیں۔

(۷) حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے آیت "لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ" کی تفسیر میں آیا ہے کہ جس نے اپنا ایمان صحیح کیا اور توحید خالص کی، بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھے، نہ اس کے ساتھ کھائے بلکہ اپنی طرف سے اس کے حق میں دشمنی اور بغض ظاہر کرے۔ جس نے بدعتی کے ساتھ مُداہنَت (کاہلی) کی اللہ تعالیٰ اس سے یقین کی لذت چھین لیتا ہے اور جس نے بدعتی کو تلاش عزت یا تونگری کے لئے مقبول رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں خوار کرے گا اور اس تونگری میں مفلس کر دے گا۔[59]

(۸) حضرت ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جس نے بدعتی کی بات سنی اللہ تعالیٰ اس کو اس بات سے فائدہ نہیں دیتا اور جو بدعتی سے مصافحہ کرتا ہے وہ اسلام کا زور توڑ دیتا ہے۔[60]

(۹) حضرت فضیل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو بدعتی کو دوست رکھے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کو حَبط (باطل) کر دیتا ہے اور اس کے دل سے اسلام کا نور نکل جاتا ہے۔ جو شخص بدعتی کے ساتھ بیٹھتا ہو اس سے بھی بچنا لازم ہے۔ انہی سے روایت ہے کہ اگر کسی راستے میں بدعتی آتا ہو تو دوسرا راستہ اختیار کرو۔[61] حضرت فضیل علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو شخص بدعتی سے ملنے گیا اس کے دل سے نورِ ایمان جاتا رہا۔ (مجالس الابرار)

انتباہ جاننا چاہیے کہ اس زمانہ میں مقلدین کے سوا جتنے فرقے ہیں سب بدعتی ہیں جن کی مجالست و مخالطت ممنوع ہے کیونکہ اہلسنت کے سوا باقی تمام فرقے بدعتی ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کی تصنیف "بدمذہب سے بیزاری" اُویسی غفرلہٗ

حدیث ۱ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان تینوں صحابیوں سے بول چال بند کر دی جو ایک جنگ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مخالفانِ شریعت سے قطع تعلق کر لیا کرتے تھے۔[62]

حدیث ۲ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ایسے شخص کے حق میں فرمایا "لَا یُصَلِّی لَکُمْ" یعنی "یہ تمہیں نماز نہ پڑھائے" "جس نے قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے تھوکا تھا۔[63] (سنن ابی داؤد)

آج ہم کسی بے ادب فرقہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے منع کریں تو لوگ ہمیں فرقہ باز کہتے ہیں حالانکہ یہ تفرقہ نہیں عین سنت ہے۔

---

(59) تفسیر النسفي سورة المجادله تحت آیت 22. الباب 22. 3/453 دار الکلم الطیب – بیروت الطبعة الاولي 1419 هـ – 1998 م

(60) مجالس الابرار مع ترجمتها المترجمة بمطارح الانظار، ص 512. عبد العلي المدراسي. 1903 م

(61) الغنية لطالبي فصل لاهل البدع جزء 1 صفحه دار الکتب العلمية – بیروت – لبنان الطبعة الاولي 1417 هـ – 1997 م

(62) صحیح بخاری جزء 6 صفحه 3 حدیث 4418 دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422 هـ

(63) سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب فی کراهية البزاق فی المسجد، 1/130، الحديث 481، المکتبة العصرية، صيدا بيروت

حدیث ۳﴾ مسلم کی روایت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ [64] (صحیح مسلم)

یعنی تم ان سے بچو اور ان کو اپنے سے الگ رکھو وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنہ میں نہ ڈالیں۔

فائدہ﴾ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کتنی تاکید کے ساتھ بے دینوں سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے تو کہا یہ لوگ (لیڈران قوم) معاذاللہ ! معاذاللہ ! رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی تفرقہ بازی کا اتہام لگائیں گے۔

حدیث ۴﴾ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تو اس شخص میں رائی کے برابر بھی ایمان نہیں فرماتے ہیں جو ایسے بے دینوں کو دل سے بھی بُرا نہ جانے۔ [65]

(مسلم) واللہ تعالیٰ اعلم

ایثار علی النفس

ضروریات میں خود پر اسلامی بھائی ترجیح دینا

بزرگانِ دین کے اخلاق میں سے ایثار (دوسروں کے نفع کو اپنے نفع پر ترجیح دینا) بھی ہے۔ وہ اپنے نفس پر غیروں کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کو خود تکلیف ہو مگر وہ دوسروں کو راحت پہنچانے کی سعی کیا کرتے تھے۔

احادیث مبارکہ﴾ (۱) رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک انصاری ایک مہمان کو اپنے گھر لے گیا۔ اس کے گھر میں صرف ایک آدمی کا کھانا تھا۔ اس نے وہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا اور اپنی بی بی کو اشارہ کیا کہ وہ چراغ کو بجھا دے، اس نے بجھا دیا۔ مہمان کے ساتھ وہ انصاری آپ بیٹھ گئے اور منہ کے ساتھ چپ چپ کرتے رہے جس سے مہمان نے سمجھا کہ آپ بھی کھا رہے ہیں وہ سب کھانا اسی مہمان کو کھلا دیا خود بمعہ بی بی اور عیال کے بھوکے سو رہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ" (پارہ ۲۸، سورۂ الحشر، آیت ۹) ﴿**ترجمہ**: اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔﴾ [66]

حکایت﴾ ایک بکری کا سر ایک صحابی کے پاس صدقہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ فلاں صحابی مجھ سے زیادہ غریب ہے اس کو دے دو چنانچہ اس کے پاس لے گئے۔ اس نے دوسرے کے پاس بھیج دی اس دوسرے نے آگے تیسرے کے پاس یہاں تک کہ پھرتے پھرتے پھر پہلے کے پاس آگئی۔ [67]

---

(64) صحیح مسلم، باب فی الضعفاء والکذابین ومن یرغب عن حدیثھم، 12/1، الحدیث 7، دار إحیاء التراث العربی بیروت

(65) صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب رفع الأمانة والإیمان من بعض القلوب، وعرض الفتن علی القلوب، 126/1، الحدیث 230 (143)، دار إحیاء التراث العربی بیروت

(66) صحیح البخاری، الحدیث 3798، دار طوق النجاة الطبعة: الأولی، 1422ھ / احیاء العلوم الدین ذم البخل، 3/ 257، دار المعرفة بیروت

(67) احیاء العلوم الدین کتاب ذم البخل و ذم حب المال، 3/ 258، دار المعرفة بیروت

فائدہ﴾صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تو یہاں تک ایثار تھا کہ اُنھوں نے اپنے بھائی مہاجرین کو اپنی سب جائداد نصف نصف تقسیم کر دی[68] بلکہ جس کے پاس دو بیویاں تھیں اُنھوں نے ایک کو طلاق دیکر اپنے بھائی مہاجر کے نکاح میں دیدی۔ایسی اُخوت و ہمدردی جس کی نظیر آج دنیا میں نظر نہیں آتی۔

حکایت﴾جنگ یرموک میں ایک زخمی نے پانی مانگا ایک شخص پلانے کو آگے ہوا تو ایک دوسرے زخمی کی آواز آئی کہ ہائے پانی، زخمی نے کہا کہ اس بھائی کو پہلے پانی پلاد و وہ شخص آگے لے کر چلا گیا تو ایک اور نے آواز دی کہ پانی! اس نے بھی کہا کہ اس کو پہلے پانی پلاؤ پھر آگے گیا تو ایک اور آواز آئی اس نے کہا کہ اس کو پانی پلاؤ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو گیا تھا، پھر دوسرے کے پاس آیا تو وہ بھی شہید ہو گیا اس طرح سب کے سب شہید ہو گئے مگر کسی نے پانی نہ پیا اپنی جان کی پرواہ نہ کی سب نے دوسرے بھائی کے لئے ایثار کیا۔[69]

حکایت﴾چند درویش جاسوسی کی تہمت میں پکڑے گئے۔سرکاری حکم ہوا کہ ان کو قتل کیا جائے۔جب قتل کرنے لگے تو ہر ایک نے یہی تقاضا کیا کہ پہلے مجھے قتل کیا جائے تا کہ ایک دودم زندگی کے دوسرا بھائی حاصل کرے اور میں اس سے پہلے مارا جاؤں۔بادشاہ نے یہ ایثار دیکھ کر سب کو رہا کر دیا۔

ایثار اھلبیت رضی اللّٰہ عنھم﴾وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا ۝ (پارہ۲۹، سورۂ الدھر، آیت ۸) **ترجمہ**:اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔﴾

شانِ نزول: ترکِ نفاق

طریقۂ اسلاف رحمھم اللّٰہ﴾سلف صالحین کی عادتِ مبارکہ میں ترکِ نفاق بھی تھا۔ان کا ظاہر و باطن عمل خیر میں مساوی ہوا کرتا تھا۔ان میں سے کوئی ایسا عمل نہیں کرتا تھا جس کے سبب آخرت میں رسوائی ہو۔

(۱) حضرت خضر علیہ السلام، حضرت عمرو بن عبدالعزیز کے ساتھ مدینہ مشرفہ میں جمع ہوئے عمرو بن عبدالعزیز نے عرض کی کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمادیں تو آپ نے فرمایا: ایاک یا عمر ان تکون ولیا للّٰہ فی العلانیۃ وعدوا لہ فی السر۔[70] (تنبیہ المغترین)

یعنی اے عمر اس بات سے بچنا کہ تو ظاہر میں خدا کا دوست ہو اور باطن میں اس کا دشمن۔

کیونکہ جس کا ظاہر اور باطن مساوی (یکساں) نہ ہو تو منافق ہوتا ہے اور منافقوں کا مقام دَرکِ اَسفَل (دوزخ کا سب سے نیچے کا طبقہ) ہے۔یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز یہاں تک روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔

---

(68) مستدرک، 3/255، الحدیث 5017، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1411ھ/1990

(69) شعب الایمان، باب التصدق من کسب طیب، 5/142، الحدیث 3208، مکتبۃ الرشد الطبعۃ: الأولی، 1423ھ–2003

تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضی اللہ عنہم ھجرھم لاخیھم، 1/40، المکتبۃ التوقیفیۃ

(۲)مہلب بن ابی صفرہ فرمایا کرتے تھے: انی لا کرہ الرجل یکون فضل علی فعلہ [71] یعنی کہ میں ایسے شخص کو بنظر کراہت دیکھتا ہوں جس کی زبان کو اس کے فعل پر فضیلت ہو

یعنی اس کے اقوال تو اچھے ہوں لیکن افعال اچھے نہ ہوں۔

(۳)حضرت عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ امام حسن بصری علیہ الرحمۃ جس مرتبہ کو پہنچے ہیں اس لئے پہنچے ہیں کہ جس شئے کا آپ نے کسی کو حکم دیا ہے سب سے پہلے آپ نے اس پر عمل کیا ہے اور جس شئے سے کسی کو منع کیا ہے سب سے پہلے خود اس سے دور رہے ہیں۔ [72] فرماتے ہیں کہ ہم نے کوئی آدمی حسن بصری علیہ الرحمۃ سے زیادہ اس امر میں نہیں دیکھا کہ اس کا ظاہر اس کے باطن کے ساتھ مشابہ ہو۔ [73] معاویہ بن قرہ علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: بکاء القلب خیر من بکاء العین [74] یعنی آنکھوں کے رونے سے دل کا رونا بہتر ہے۔ مروان بن محمد کہتے ہیں کہ جس آدمی کی لوگوں نے تعریف کی میں نے اس کو ان کی تعریف سے کم پایا مگر وکیع علیہ الرحمۃ کو کہ اس کو میں نے لوگوں کی تعریف سے زیادہ پایا۔ [75]

(۴)عتبہ بن عامر کہتے ہیں کہ جب کسی بندہ کا ظاہر اور باطن یکساں ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے: ہٰذَا عَبْدِی حَقًّا [76] یعنی یہ میرا بندہ حقیقی ہے۔

(۵)ابو عبداللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں باطنی گناہوں کو ترک کرنا افضل اعمال ہے۔ اُن سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ جس نے باطنی گناہوں کو ترک کیا وہ ظاہر گناہوں سے کنارہ کرنے والا ہوگا اور فرمایا کہ جس کا باطن اُس کے ظاہر سے افضل ہو وہ خدا کا محبوب ہے اور جس کا ظاہر و باطن مساوی (یکساں) ہو وہ عَدل (انصاف کرنے والا) ہے اور جس کا ظاہر اس کے باطن سے اچھا ہو وہ ظُلم و جور (ظالم) ہے۔ [77]

(۶)یوسف بن اسباط علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں سے کسی نبی پر وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو کہہ دیجئے کہ وہ اعمال کو میرے لئے پوشیدہ کریں میں ان کے اعمال ظاہر کردوں گا یعنی جو شخص خدا کے لئے پوشیدہ عبادت کریگا اللہ تعالیٰ اُس کی عبادت کا چرچا دنیا میں کریگا اور اہل دنیا میں وہ عابد مشہور ہو جائے گا۔ [78]

---

(71) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم هجرهم لاخيهم، 1/ 41، المكتبة التوقيفية
(72) ایضاً
(73) ایضاً
(74) ایضاً
(75) ایضاً
(76) ایضاً
(77) ایضاً
(78) ایضاً

(۷)مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ایک بات سے بچنا کہ تو دن میں تو بندہ صالح بنا رہے اور رات کو شیطان طالح ہو جائے۔[79] معاویہ بن قرہ فرماتے ہیں مجھے کوئی ایسا شخص بتائیے جو رات کو روتا ہے اور دن کو ہنستا ہے یعنی ایسے لوگ بہت کم ہیں۔[80]

(۸)ابو عبد اللہ سمرقندی علیہ الرحمۃ لوگوں کو فرماتے تھے جب کہ وہ ان کی تعریف کرتے تھے: واللہ ما مثلی و مثلکم إلا کمثل جاریة ذهبت بکارتها بالفجور وأهلها لا یعلمون بذلک، فهم یفرحون بها لیلة الزفاف وهی حزینة خوف الفضیحة[81]

یعنی خدا کی قسم! میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے ایک لڑکی ہو جس کی بَکارت (کنوارا پن) بسبب بدکاری کے زائل ہو گئی ہو اور اس کے اہل کو معلوم نہ ہو تو زِفاف (شادی) کی رات کو اس کے اہل تو خوش ہوں گے اور وہ فضیحت کے خوف سے غمناک ہوگی کہ آج میرے کرتوت ظاہر ہو جائیں گے۔

(۹)حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں ریا کی کثرت ہو گئی ہے۔لوگ عبادت کو ظاہر کرتے ہیں اور ان کا باطن حسد و حقد، بغض و عداوت بخل وغیرہ میں مشغول ہے۔اگر تمہیں ان عابدوں کے ساتھ کوئی حاجت پیش آئے تو کسی ایسے عابد یا عالم کو جو اس کے مثل ہو سفارش کے لئے نہ لے جانا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔البتہ کسی بڑے دولت مند کو سفارشی لے جائے گا تو تیرا کام ہو جائے گا۔[82] حاصل یہ کہ ان لوگوں کو دنیاداروں سے محبت ہو گی اور اپنی عبادت نمود و ریا کے لئے کرتے ہوں گے اس لئے دنیاداروں کا کہنا تو مان لیں گے لیکن اپنے سے عابدوں، زاہدوں سے دلی حسد اور بغض ہوگا اس لئے ان کا کہنا نہیں مانیں گے۔

فائدہ﴾ یہ اُس زمانہ کا حال ہے جو زمانہ نبوت سے بہت قریب تھا تو اب یہاں سے بہت دور ہے آج کل کیا حال ہے۔حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جو دن آتا ہے اس کے بعد کا دن اس سے دور ہوتا ہے۔[83] اللہ تعالیٰ زمانہ کے حوادث سے محفوظ رکھے۔

حکام کے ظلم پر صبر کرنا

اقوال واحوالِ اسلاف﴾ سلف صالحین کی عادت مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حاکموں کے ظلم پر نہایت صبر کرتے تھے اور بڑے استقلال سے ان کی تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تکالیف ہمارے گناہوں کی بہ نسبت بہت کم ہیں۔

(۱)عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج ثقفی خدا کی طرف سے ایک آزمائش تھا جو بندوں پر گناہوں کے موافق آیا۔[84]

(۲)سیّدنا امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے:

---

(79) تنبیه المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم هجرهم لاخیهم، 1/42، المکتبة التوقیفیة
(80) ایضاً
(81) ایضاً
(82) تنبیه المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم هجرهم لاخیهم، 1/43، المکتبة التوقیفیة
(83) شعب الایمان، فصل في فضل العلم، الحدیث 1589، 3/234، مکتبة الرشد الطبعة: الأولى، 1423 هـ – 2003م
(84) تنبیه المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم کثرة الصبر علی جور الحکام، 1/43، المکتبة التوقیفیة

اذا ابتليت بسلطان جائر فخرتت دينك بسيه فمر قعه بكثرة الاستغفار لک و له ايضا[85]

یعنی کہ جب تجھے ظالم بادشاہ کے ساتھ ابتِلا(مصیبت) واقع ہو جائے اور اس کے سبب سے تیرے دین میں نقصان پیدا ہو جائے تو اس نقصان کا کثرتِ استغفار کے ساتھ تدارک (ایسا انتظام جس سے کسی ناجائز فعل کا انسداد ہو) کر اپنے لئے اور اس ظالم بادشاہ کے لئے۔

(۳) ہارون رشید نے ایک شخص کو بے جا (نامناسب) قید کیا تو اس شخص نے ہارون رشید کی طرف لکھا اے ہارون جو دن میری قید اور تنگی کا گزرتا ہے اسی کے مثل تیری عمر اور نعمت کا دن بھی گزر جاتا ہے۔ امر قریب ہے اور اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے درمیان ہے۔ جب ہارون نے یہ رقعہ پڑھا اسے رہا کر دیا اس پر اور بہت احسان کیا۔[86]

(۴) حضرت ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ کے پاس لوگ کچھ مال لے کر آئے اور کہا کہ بادشاہ نے یہ مال بھیجا ہے کہ آپ محتاجوں پر تقسیم کر دیں۔ آپ نے وہ سب مال واپس کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب ظالم سے حساب لے گا کہ یہ مال کیسے حاصل کیا تو وہ کہہ دے گا کہ میں نے ابراہیم کو دے دیا تو میں خواہ مخواہ جواب دہ بن جاؤں گا اس لئے جس نے یہ مال جمع کیا ہے وہی تقسیم کرنے کے لئے اُولیٰ ہے۔[87]

(۵) حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ توریت شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں جو میری اطاعت کرے گا میں اس کے لئے بادشاہوں کو رحمت بناؤں گا اور جو میری مخالفت کرے گا اس کے لئے ان کو عذاب بناؤنگا پھر تم بادشاہوں کو بُرا کہنے میں مشغول نہ ہو بلکہ میری درگاہ میں توبہ کرو۔[88]

حدیث قدسی ﴾ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَنَا اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا مَالِكُ الْمُلْكِ وَمَالِكُ الْمُلُوكِ قُلُوبُ الْمُلُوكِ بِيَدِي وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا أَطَاعُونِي حَوَّلْتُ قُلُوبَ مُلُوكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالرَّأْفَةِ وَالرَّحْمَةِ وَإِنَّ الْعِبَادَ إِذَا عَصَوْنِي حَوَّلْتُ قُلُوبَ مُلُوكِهِمْ عَلَيْهِمْ بِالسَّخَطِ وَالنِّقْمَةِ فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ. إِذًا فَلَا تَشْغِلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَى الْمُلُوكِ وَلَكِنِ اشْغَلُوا أَنْفُسَكُمْ بِالذِّكْرِ وَالتَّفَرُّغِ إِلَى أَكْفِكُمْ مُلُوكَكُمْ[89]

(حلية الاولياء وطبقات الاصفياء)

---

(85) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/43، المكتبة التوقيفية
(86) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/43، المكتبة التوقيفية
(87) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/44، المكتبة التوقيفية
(88) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام.، 1/44، المكتبة التوقيفية
(89) حلية الاولياء وطبقات الاصفياء، كتاب فمن الطبقة الاولى من التابعين، فمن الطبقة الأولى من التابعين، باب مالك بن دينار ومنهم العارف النظار، 2/388، مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر، عام النشر: 1394 هـ 1974 م

یعنی میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ جب لوگ میری تابعداری کریں میں بادشاہوں کے دلوں میں رحمت نرمی ڈال دیتا ہوں اور جب میری مخالفت کریں تو ان کے دلوں کو عذاب اور غضب کی طرف پھیر دیتا ہوں۔ پھر وہ ان کو سخت ایذائیں دیتے ہیں تو لوگوں کو چاہیئے کہ بادشاہوں کو بُرا کہنے میں مشغول نہ ہوں بلکہ ذکر اور عاجزی اختیار کریں۔ پھر بادشاہوں کی طرف سے میں کافی ہو جاؤں گا یعنی وہ رعایا کے ساتھ سلوک و محبت سے پیش آئیں گے۔

فائدہ﴾اس حدیث میں ایسے موقعہ پر جو علاج حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے افسوس کہ لوگ اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ اس کا خلاف کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی چیخ و پکار میں کوئی اثر نہیں ہوتا۔

فائدہ﴾حضرات صوفیہ کثر ہم اللہ نے اس حدیث پر عمل کیا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے فرمودہ علاج میں شب و روز مشغول ہیں۔ مسلمانوں کو اصلی معنوں میں مسلمان بنانے کی کوشش کر رہے ہیں تو یہی حضراتِ صوفیہ، لوگوں کو ذکر الٰہی میں مشغول رکھتے ہیں اور اسی کی ترغیب دیتے ہیں، تَضَرُّع وزاری (عجز و نیاز، گریہ و زاری) کا سبق پڑھاتے ہیں، کامل مومن بناتے ہیں تا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بادشاہوں کے دلوں میں ان کی محبت و رحمت ڈال دے۔ اس حدیث کا یہی مقصود ہے مگر افسوس کہ دورِ حاضرہ کے لیڈران قوم حضرات صوفیہ صافیہ کے خلاف پروپیگنڈہ پھیلا رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں ان کی نسبت بدظنیاں (بدگمانیاں) ڈالتے ہیں کہ یہ لوگ خاموش بیٹھے ہیں میدان میں نہیں نکلتے حالانکہ یہی وہ لوگ ہیں جو اس مرض کی اصلیت کو معلوم کرکے اس کے علاج میں مشغول ہیں۔

(۶) عبدالمطلب بن مروان اپنی رعیت کو فرمایا کرتے تھے لوگو! تم چاہتے ہو کہ ہم تمہارے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت اختیار کریں لیکن تم اپنی سیرت ان کی رعیت کی سیرت و خصلت کی طرح نہیں بناتے تم ان کی سیرت کی طرح ہو جاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت اختیار کریں گے۔ [90]

(۷) سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے عالموں کو پایا ہے جو اپنے گھروں میں بیٹھے رہنے کو افضل سمجھتے تھے۔ آج علماء امیروں کے وزیر اور ظالموں کے داروغے بن گئے ہیں۔ [91]

(۸) عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کوئی شخص کسی ظالم کا منشی ہو تو کیا جائز ہے۔ فرمایا کہ بہتر ہے کہ ملازمت چھوڑ دے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تھی: "فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ" (پارہ ۲۰، سورۂ القصص، آیت ۱۷) ﴿**ترجمه:** ہر گز میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔﴾ [92] ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ والیوں اور حاکموں کی طرف ان کو عطیات ملیں گے ان کی قیمت ان کا دین ہو گا یعنی لوگ دین دے کر حکام کے عطیات حاصل کریں گے۔ [93]

---

(90) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/44، المكتبة التوقيفية
(91) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/44، المكتبة التوقيفية
(92) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/44، المكتبة التوقيفية
(93) تنبيه المغترين، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/45، المكتبة التوقيفية

(۹)سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، "جو شخص ظالم کے سامنے ہنسے یا اس کے لئے مجلس میں جگہ فراخ کرے یا اس کا عطیہ لے لے تو اس نے اسلام کی رسی کو توڑ ڈالا اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں لکھا جاتا ہے۔"[(94)]

(۱۰)حضرت طاؤس علیہ الرحمۃ اکثر گھر میں بیٹھے رہتے تھے۔لوگوں نے دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ "میں نے اس لئے گھر بیٹھے رہنے کو پسند کیا ہے کہ رعیت خراب ہو گئی ہے، سنت جاتی رہی، بادشاہوں اور امیروں میں ظلم کی عادت ہو گئی ہے جو شخص اپنی اولاد اور غلام میں اقامتِ حق میں فرق کرے وہ ظالم ہے"۔[(95)] حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "جب امیر دبلا ہونے کے بعد موٹا ہو جائے تو جان لو کہ اس نے رعیت کی خیانت کی اور اپنے رب کی مخالفت کی۔"[(96)]

(۱۱)ابو العالیہ علیہ الرحمۃ ایک دن رشید کے پاس آئے فرمایا کہ "مظلوم کی دُعا سے بچتے رہنا کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی دُعا رد نہیں کرتا اگرچہ وہ فاجر ہو۔"ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ وہ کافر ہو یعنی مظلوم کوئی بھی ہو اس کی آہ سے بچنا چاہیے۔[(97)]

کم ہنسنا﴾اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا۔ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ، آیت ۸۲)

یعنی تو انہیں چاہیے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔

طریقۂ اسلاف﴾سلف صالحین کی عاداتِ مبارکہ میں سے قلتِ ضحک (کم ہنسنا) بھی تھا۔وہ کم ہنستے تھے اور دنیا کی کسی شئے کے ملنے پر خوش نہیں ہوتے تھے از قسم لباس ہو یا سواری یا کوئی اور وہ ڈرتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ آخرت کی نعمتوں میں کوئی نعمت دنیا میں حاصل ہو گئی ہو۔ان کی عادت دنیاداروں کے برخلاف تھی۔دنیادار تو دنیا ملنے سے خوش ہوتے ہیں لیکن سلف صالحین دنیا ملنے سے خوش نہیں ہوتے تھے۔فی الحقیقت جو شخص محبُوس (قید میں بند) ہو تو وہ کسی شئے سے کیسے خوش ہو سکتا ہے جس طرح قیدی قید میں مکدر رہتا ہے اسی طرح اللہ کے مقبول بندے اس دنیا میں غمناک رہتے ہیں۔ان کو یہی خیال رہتا ہے کہ اس دارِ دنیا سے جلدی خلاصی ہو اور حق سبحانہ کی بقاء سے شرف حاصل ہو۔

حدیث شریف﴾وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرُشِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُونَ إِلَى اللّٰهِ[(98)] (سنن الترمذی)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تم جانتے ہو جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور بہت رُوتے اور عورتوں کے ساتھ فراشوں (بستروں) پر کبھی لذت نہ اُٹھاتے اور جنگلوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں پناہ چاہتے۔

---

(94)تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/45، المكتبة التوقيفية
(95)تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/45، المكتبة التوقيفية
(96)تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/45، المكتبة التوقيفية
(97)تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح رضي الله عنهم كثرة الصبر على جور الحكام، 1/45، المكتبة التوقيفية
(98)سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب في قول النبی، 4/556، الحديث2312، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بہت ہنسنا اچھا نہیں ہے جہاں تک ہو سکے خدا کے خوف سے رونا لازم ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمام مخلوقات سے اَعلم ہیں آپ کا علم سب سے زیادہ ہے۔

اقوال واحوالِ اسلاف﴾(۱)امام حسن بصری علیہ الرحمۃ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہنس رہا ہے۔آپ علیہ رحمۃ نے فرمایا"یا فتی ہل مررت بالصراط" اے جوان کیا تو پُل صراط سے گزر چکا ہے اس نے کہا نہیں پھر فرمایا"فهل تدری إلى الجنة تصير أم إلى النار" کیا تو جانتا ہے کہ تو جنت میں جائے گا یا دوزخ میں۔اس نے کہا کہ نہیں، فرمایا"فما ہذا الضحک" پھر یہ ہنسنا کیسا ہے۔یعنی جب ایسی مشکلات تیرے سامنے ہیں اور تجھے اپنی نجات کا بھی علم نہیں تو پھر کس خوشی پر ہنس رہا ہے اس کے بعد وہ شخص کسی سے ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا۔[99] (احیاء علوم الدین)

فائدہ﴾حدیث قدسی میں آیا ہے: عجبا لمن أيقن بالموت كيف يفرح[100]

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کا یقین رکھتا ہے پھر کیسے ہنستا ہے۔

(۲)حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پوچھا گیا کہ خائفین کون ہیں؟فرمایا: قلوبهم بالخوف قرحة و أعينهم باكية يقولون كيف نفرح والموت من ورائنا والقبر أمامنا والقيامة موعدنا وعلى جهنم طريقنا وبين يدى الله موقفنا[101] (احیاء علوم الدین)

یعنی ان کے دل خوفِ خدا سے زخمی ہیں، ان کی آنکھیں رُوتی ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہم کیسے خوشی کریں جب کہ موت ہمارے پیچھے ہے اور قبر ہمارے سامنے ہے اور قیامت ہمارے وعدہ کی جگہ ہے۔جہنم پر سے گزرنا ہے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔

(۳)حضرت حاتم اصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان عمدہ جگہ پر مغرور نہ ہو کیونکہ آدم علیہ السلام جو کہ جنت میں نہایت اعلیٰ اور عمدہ جگہ میں تھے ان کو اس جگہ سے باہر تشریف لانا پڑا اور کثرتِ عبادت پر بھی مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ابلیس باوجودِ کثرت عبادت کے ملعون ہوا اور کثرتِ علم پر بھی مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ بلعم باعورا جو کہ اسم اعظم کا عالم تھا آخر اس کے ساتھ کیا معاملہ ہوا اور صالحین کی کثرت زیارت کرنے پر بھی مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقارب جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بکثرت زیارت کی تھی جو مسلمان نہ ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نے ان کو کچھ نفع نہ پہنچایا۔[102]

---

(99)احیاء علوم الدین، بیان احوال الصحابة والتابعين والسلف والصالحين فى شدة الخوف، 4/ 185، دار المعرفة بيروت

(100)(شعب الايمان البيهقى، باب في أن القدر خيره وشره من الله عز وجل، 1/386، الحديث208، دار الكتب العلمية بيروت)

(101)احیاء علوم الدین، بیان احوال الصحابة والتابعين والسلف والصالحين فى شدة الخوف، 4/ 185، دار المعرفة بيروت

(102)الرسالة القشيرية، فى ذكر مشايخ هذه الطريقة ابو يزيد بن طيفور بن عيسى البسطامى، 1/ 57، دار المعارف، القاهرة

(۴)حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ یہاں تک افسردہ اور غمناک رہا کرتے تھے کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی کوئی تازہ گناہ کر کے ڈر رہے ہیں۔[103] فضیل ابن عیاض فرماتے ہیں: رب ضاحك و لعل أکفانک قد خرجت من عند القصار[104]

یعنی بہت ہنسنے والے ہیں حالانکہ ان کے کفن کا کپڑا دھوبیوں کے یہاں سے دھویا ہوا آچکا ہے۔

(۵)ابن مرزوق فرماتے ہیں کہ "جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے گناہوں کا غم ہے پھر وہ کھانے میں شہد اور گھی جمع کرتا ہے تو وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے۔"[105] اوزاعی فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے جو آیت، لَا یُغَادِرُ صَغِیۡرَۃً وَّلَا کَبِیۡرَۃً اِلَّاۤ اَحۡصٰہَا۔ (پارہ۱۵،سورۂ الکھف، آیت ۴۹)﴿ترجمہ: نہ اس نے کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ بڑا۔﴾ میں فرمایا ہے اس میں صغیر سے مراد تبسم اور کبیر سے مراد قہقہہ ہے میں کہتا ہوں تبسم سے وہ تبسم مراد ہے جو ضحک تک پہنچے یعنی ایسی آواز سے ہنسنا جس کو اہل مجلس سُن لیں ورنہ صرف تبسم جس کا آواز نہ ہو۔[106]

(۶)ثابت بنانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مؤمن جب کہ موت سے غافل ہو تو ہنستا ہے یعنی موت یاد ہو تو اس کو ہنسی نہیں آتی۔ عامر بن قیس فرماتے ہیں جو شخص دنیا میں بہت ہنستا ہے وہ قیامت میں بہت روئے گا۔[107]

(۷)سعید بن عبدالعزیز علیہ الرحمۃ چالیس سال تک نہ ہنسے یہاں تک کہ آپ کو موت آگئی۔[108]

(۸)حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مع ضحاک فی مجلس شیطان[109]

یعنی مجلس میں ہر ہنسنے والے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔

(۹)معاذہ عدویہ علیہ الرحمۃ ایک دن ایسے نوجوان پر گزریں جو کہ ہنس رہے تھے اور ان کا لباس صوف کا تھا یعنی لباس صوفیانہ تھا تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ لباس الصالحین وضحک الغافلین۔[110]

یعنی سبحان اللہ لباس تو صالحین کا ہے اور ہنسنا غافلوں کا۔

(۱۰)عون بن ابی زید فرماتے ہیں میں عطاء سلمی کے پاس پچاس سال رہا میں نے ان کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔[111]

---

(103) تنبیه المغترین، الباب قلة الضحک، 48/1، المکتبة التوقیفیة
(104) احیاء علوم الدین، بیان السبب فی طول الامل وعلاجه، 456/4، دار المعرفة بیروت
(105) ایضاً
(106) ایضاً
(107) ایضاً
(108) ایضاً
(109) ایضاً
(110) تنبیه المغترین، الباب قلة الضحک، 1 / 48، المکتبة التوقیفیة
(111) تنبیه المغترین، الباب قلة الضحک، 1 / 49، المکتبة التوقیفیة

ذرا اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کیا ہم لوگوں میں سلف الصالحین کی عاداتِ مبارکہ میں کوئی عادت پائی جاتی ہے؟ کیا ہمیں غفلت نے تباہ نہیں کیا؟ کیا ہمیں نجات کی چِٹھی مل چکی ہے؟ کیا ہم آنے والی گھاٹیوں کو طے کر چکے ہیں؟ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی آخرت سے بے فکر ہیں۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو اور اپنے خالق ومالک کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھ کو بھی توفیق دے۔ (آمین)

خوفِ الٰہی

طریقہ اسلاف» سلف صالحین کی عاداتِ مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ اپنے ابتدائی حال اور انتہائی حال میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے بہت ڈرتے تھے۔ ابتدا میں گناہوں میں اور انتہاء میں اللہ تعالیٰ کی جلالیت اور تعظیم کے خوف سے اور دونوں حالتوں میں حق سبحانہ وتعالیٰ سے نادم رہتے تھے۔

اقوال واحوال اسلاف» (۱) ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار چیزیں ہیں جب کوئی آدمی اس میں اِفراط (کثرت) کرے وہ اس کو ہلاک کر دیتی ہے۔ کثرتِ جماع، کثرتِ شکار، کثرت جوا بازی، کثرتِ گناہ۔[112]

(۲) ابو تراب بخشی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب آدمی گناہ ترک کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی امداد ہر طرف سے اس کی مُمِد (مددگار) ہوتی ہے۔[113] ابو محمد مروزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ابلیس اس لئے مردود ہوا کہ اس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا، نہ اس پر ندامت کی نہ اپنے نفس کو ملامت کی، نہ توبہ کی طرف مُبادَرَت (جلدی) کی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نااُمید ہو گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کا اقرار کیا اور اس پر نادم ہوئے اور اپنے نفس پر ملامت کی اور توبہ کی طرف مبادرت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مقبول فرمایا۔[114]

(۳) حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جب تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو جلدی تائب ہو کر نادم ہو۔[115]

(۴) حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ رحمۃ فرماتے تھے کہ اگر میں مطیع ہو کر دوزخ میں جاؤں تو اس سے بہتر ہے کہ میں عاصی ہو کر جنت میں جاؤں۔[116]

(۵) احمد بن حرب فرمایا کرتے تھے کیا گناہ گار کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ توبہ کرے۔ جس کے سبب مبتلائے سختی ہوگا اور اسی گناہ کے سبب دوزخ میں ڈالا جائیگا۔[117]

---

(112) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 52، المکتبۃ التوقیفیۃ
(113) ایضاً
(114) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 52،53، المکتبۃ التوقیفیۃ
(115) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 53، المکتبۃ التوقیفیۃ
(116) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 53، المکتبۃ التوقیفیۃ
(117) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 53، المکتبۃ التوقیفیۃ

(۶)حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ کسی عاقل کو مناسب نہیں کہ اپنے محبوب کو ایذا دے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کرنے کے سبب انسان اپنے نفس کو ایذا دیتا ہے اور اس کا نفس اس کا محبوب ہے یعنی اپنی جان کو مبتلائے عذاب کرنا عقلمندی نہیں۔[118]

(۷)ایک عربی شاعر کہتا ہے:

أَيَّا عَامِلاً لِلنَّارِ جِسْمُکَ لَيِّنٌ ... فَجَرِّبْهُ تَمْرِيْنًا بِحَرِّ الظَّهِيرَةِ

وَدَرِّبْهُ فِی لَسْعِ الزَّنَابِيرِ تَجْتَرِی ... على نَهْشِ حَيَّاتٍ هناک عَظِيْمَةِ[119]

یعنی اے وہ شخص کہ تو دوزخ کے لئے تیاریاں کر رہا ہے تیرا جسم تو بہت نازک ہے پھر وہ دوزخ میں کیسے برداشت کرے گا تو دوپہر کی سخت گرمی میں کھڑے ہو کر اپنے جسم کی آزمائش کر کہ وہ اس میں صبر و تحمل کر سکتا ہے۔ پھر تو زَنبُوروں (شہد کی مکھی) کی چھتوں میں ان کے ڈنگوں کو برداشت نہیں کر سکتا تو دوزخ کے بڑے بڑے اژدہا پر کیوں جرأت کرتا ہے۔

(۸)حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

العمل الصالح مع قله الذنوب احب الی الله من کثیرة العمل الصالح مع کثرة الذنوب[120]

یعنی عمل صالح گناہوں کی کمی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ اس سے کہ اعمال کی کثرت کے ساتھ گناہوں کی بھی کثرت ہو۔

(۹)محمد بن واسع علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہم گناہوں میں غرق ہو گئے اگر کوئی شخص میرے گناہوں کی بدبو سونگھے تو میرے پاس نہ بیٹھ سکے۔[121]

(۱۰)حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخشے بھی جائیں تو وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خدا کی قسم اگر حسین رضي اللہ عنہ کے قتل میں میرا دخل ہوتا اور مجھے جنت اور دوزخ کا اختیار دیا جاتا تو میں دوزخ اختیار کرتا اس خوف کے سبب کے جنت میں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کس منہ سے جاؤں۔[122]

---

(118)تنبيه المغترين، الباب كثرة الخوف، 1/53، المكتبة التوقيفية

(119)مفتاح الأفكار للتأهب لدار القرار، 142/3

(120)تنبيه المغترين، الباب كثرة الخوف، 1/53، المكتبة التوقيفية

(121)تنبيه المغترين، الباب كثرة الخوف، 1/54، المكتبة التوقيفية

(122)تنبيه المغترين الباب، كثرة الخوف، 1/54، المكتبة التوقيفية

(۱۱)حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے اس کو یاد کیا اگرچہ اس کی نماز اور روزے اور تلاوتِ قرآن کم ہو اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے اس کو بھلادیا۔[123]

(۱۳)سفیان بن عینیہ علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ ملائکہ بندہ کا ارادہ کس طرح لکھتے ہیں یعنی وہ فرشتے جو نیکی بدی لکھنے پر مامور ہیں۔جب کسی بندہ نے نیکی یا بدی کا ارادہ کیا اور ابھی عمل نہیں کیا تو وہ ارادہ کو کس طرح معلوم کر لیتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ جب بندہ نیکی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کستوری کی سی خوشبو نکلتی ہے اور خوشبو سے معلوم کر لیتے ہیں کہ اس نے نیکی کا ارادہ کیا اور جب بُرائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بدبو نکلتی ہے تو ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس نے بدی کا ارادہ کیا ہے۔میں کہتا ہوں یہاں ارادہ سے عَزمِ مُصَمَّم(پختہ ارادہ)مراد ہے جو عزمِ مصمم نہ ہو وہ لکھا نہیں جاتا۔[124]

(۱۴)حضرت بشر حافی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے اعمال صالحہ پہاڑوں کے برابر تھے پھر بھی وہ غراں نہیں تھے۔لیکن اب تمہارا وہ حال ہے کہ عمل کچھ بھی نہیں اور اس پر غراں ہو۔خدا کی قسم ہماری باتیں تو زاہدوں کی سی ہیں اور ہمارے کام منافقوں کے کام ہیں۔[125]

(۱۵)حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جب تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اسی حالت میں صبح کرے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتیں تجھ پر گھیر اڈالنے والی ہوں تو ڈر جا کہ یہ استدراج ہے یعنی حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے تجھے ڈھیل دی گئی ہے۔اس پر مغرور نہ ہو اور جلد تَائِب(توبہ کرنے والا)ہو کہ اللہ تعالیٰ جب پکڑے گا سخت پکڑے گا۔[126]

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہم مشو مغرور از حلم خدا　　　دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

یعنی ہاں اللہ تعالیٰ کے حلم پر مغرور نہ ہو وہ گرفت کرتا ہے مگر دیر سے۔

(۱۶)حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جو کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کا بڑا خیال کرتے تھے اور تم بڑے بڑے گناہوں کو بالکل چھوٹا خیال کرتے ہو۔[127]

(۱۷)ربیع بن خشیم علیہ الرحمۃ عید کی صبح کو فرمایا کرتے تھے مجھے تیری عزت اور جلالیت کی قسم ہے اگر میں معلوم کروں کہ تیری رضا میرے نفس کے ذبح کرنے میں ہے تو میں آج اپنا نفس تیرے لئے ذبح کر دوں۔[128]

---

(123)تنبيه المغترين الباب، كثرة الخوف، 1/ 55، المكتبة التوقيفية

(124)تنبيه المغترين الباب، كثرة الخوف، 1/ 55، المكتبة التوقيفية

(125)تنبيه المغترين الباب، كثرة الخوف، 1/ 55، المكتبة التوقيفية

(126)تنبيه المغترين الباب، كثرة الخوف، 1/ 55، المكتبة التوقيفية

(127)تنبيه المغترين، الباب كثرة الخوف، 1/ 55، المكتبة التوقيفية

(128)ایضاً

(۱۸) کہمش بن حسن علیہ الرحمۃ چالیس سال روتے رہے۔ صرف اتنی بات سے کہ اُنہوں نے ایک دن ہمسایہ کی مٹی سے اس کی اجازت کے بغیر ہاتھ دھوئے۔[129]

(۱۹) کہمش فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد! بنی اسرائیل کو کہہ دیجئے کہ تم کو کس طریق سے یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے تمہارے گناہ بخش دیے کہ تم نے گناہوں پر ندامت چھوڑ دی ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلالیت کی قسم ہے کہ میں ہر گنہگار سے قیامت کے دن اس کے گناہ پر حساب لوں گا۔[130]

(۲۰) امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم دکھائے گا تا کہ گنہگار اپنے گناہوں کو دیکھ کر نادم ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم دیکھے۔[131]

(۲۱) عتبہ غلام ایک دن ایک مکان پر پہنچ کر کانپنے لگے اور پسینہ پسینہ ہو گئے۔ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس مکان میں میں نے بچپن کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تھی آج وہ حالت یاد آ گئی ہے۔[132]

(۲۲) حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ حج کے لئے بصرہ سے پیادہ (پیدل) نکلے۔ کسی نے عرض کی کہ آپ سوار کیوں نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ بھاگا ہوا غلام جب اپنے مولا کے دربار میں صلح کے لئے حاضر ہو تو کیا اسے سوار ہو کر آنا چاہیے۔ خدا کی قسم! اگر میں مکہ معظمہ میں انگاروں پر چلتا ہوا آؤں تو بھی کم ہے۔[133]

انتباہ ﴿ اسلامی بھائیو! غور کرو بزرگانِ دین کو کس قدر خشیتِ الٰہی غالب تھی۔ آپ صاحبان صرف اتنا ضرور خیال کیا کریں کہ وقوع معصیت (گناہ کا سرزد ہونا) توہم سے یقینا ہے۔ لیکن وقوع مغفرت مشکوک (شبہ، شک) ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کو مشیّت (ارادۂ الٰہی) پر موقوف رکھا ہے۔ جس کا ہمیں علم نہیں اس لئے ہمیں رات دن استغفار میں مشغول رہنا چاہیے۔

حقوق العباد سے ڈرنا

طریقۂ اسلاف ﴿ سلف صالحین کی عاداتِ مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ وہ حقوق العباد سے بہت ڈرتے تھے۔ خواہ معمولی سی چیز مثلاً خلال سوزن ہی ہو تو اس سے بھی ڈرتے تھے خصوصاً جب کہ اپنے اعمال کو نہایت کم سمجھتے تھے اور ان کے خوف و کرب کی کوئی نِہایَت (انتہا) نہ ہوتی تھی۔ جب کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے پاس کوئی نیکی نہیں کہ خصم کو اس کے حق کے بدلے قیامت کے دن دے کر راضی کیا جائے۔ بسا اوقات کسی ایک ہی مظلمہ کے عوض میں ظالم کی تمام نیکیاں لے کر بھی مظلوم خوش نہ ہو گا۔

---

(129) تنبیه المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/56، المکتبة التوقیفیة

(130) ایضاً

(131) ایضاً

(132) ایضاً

(133) ایضاً

حدیث شریف﴾ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو پوچھا: أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟ یعنی کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جس کے پاس درہم ودینار نہ ہو وہ مفلس ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

إن المفلس من أمتي، يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكاة، ويأتي قد شتم هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسفك دم هذا، وضرب هذا. فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته. فإن فنيت حسناته، قبل أن يقضى ما عليه، أخذ من خطاياهم فطرحت عليه. ثم طرح في النار [134] (مسلم شریف)

یعنی مفلس وہ شخص ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج لے کر آئے اور اس نے کسی کو گالی دی ہو، کسی کا مال کھایا ہو، کسی کا خون کیا ہو، کسی کو مارا ہو (تو مدعی آجائیں اور عرض کریں کہ پروردگار اس نے مجھے گالی دی، اس نے مجھے مارا، اس نے میرا مال کھایا، اس نے میرا خون کیا) تو حق سبحانہ وتعالیٰ اس کی نیکیاں ان مدعیوں کو دے تو اگر نیکیاں ختم ہو جائیں۔ کوئی نیکی باقی نہ رہے اور مدعی اگر باقی ہوں تو ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے۔ پھر اس کو دوزخ کا حکم دیا جائے گا اور وہ دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ یعنی حقیقت میں مفلس وہ شخص ہے کہ قیامت کے روز باوجود نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہونے کے پھر وہ خالی کا خالی رہ جائے۔

اقوال واحوالِ اسلاف﴾ (۱) حضرت عبداللہ انیس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ وعم نوالہ قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا کہ کوئی دوزخی دوزخ میں اور کوئی جنتی جنت میں داخل نہ ہو جب تک وہ حقوق العباد کا بدلہ نہ ادا کرے۔ یعنی جو کسی کا حق کسی نے دبایا ہوا اس کا فیصلہ ہونے تک کوئی دوزخ یا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ [135]

(۲) وہب بن منبہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نوجوان نے ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کی، پھر ستر سال عبادتِ الٰہی میں شب وروز لگاتا رہا، دن کو روزہ رکھتا، رات کو جاگتا، کسی سایہ کے نیچے آرام نہ کرتا، نہ کوئی عمدہ غذا کھاتا۔ جب وہ مر گیا اس کے بعض بھائیوں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے فرمایا کہ خدا نے میرا احساب لیا پھر سب گناہ بخش دیئے مگر ایک لکڑی جو میں نے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر دانتوں میں خلال کیا تھا اس کے سبب میں آج تک جنت سے محبُوس (قید) ہوں یعنی رُوکا گیا ہوں [136]

حدیث شریف﴾ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کو تین چیزوں میں مخفی (پوشیدہ) رکھا ہے۔ اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں مخفی رکھا، اپنی ناراضگی کو نافرمانی میں اور اپنے اولیاء کو اپنے بندوں میں [137] تو ہر اطاعت اور ہر نیکی کو عمل میں لانا چاہیے کہ معلوم نہیں کس نیکی پر وہ راضی ہو جائے گا اور ہر بدی سے بچنا چاہیے کیونکہ معلوم نہیں وہ کس بدی پر ناراض ہے خواہ وہ بدی کیسی ہی صغیر ہو۔ مثلاً کسی کی لکڑی کا خلال کرنا ایک معمولی سی بات ہے یا کسی ہمسایہ کی مٹی سے اس کی اجازت

---

(134) (مسلم شريف، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، 4/1997، الحديث59 (2581)، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، القاهرة، عام النشر: 1374 هـ 1955 م)

(135) تنبيه المغترين، الباب كثرة الخوف، 1/57، المكتبة التوقيفية

(136) تنبيه المغترين، الباب كثرة الخوف، 1/57، المكتبة التوقيفية

(137) ايضاً

کے بغیر ہاتھ دھونا گویا ایک چھوٹی سی بات ہے مگر چونکہ ہمیں معلوم نہیں اس لئے ممکن ہے کہ اس بُرائی میں حق تعالیٰ کی ناراضگی مخفی ہو تو ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی بچنا چاہیے۔

(۳) حضرت حارث محاسبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کیّال (تولنے یا ناپنے والا شخص) جو کہ غلہ جات کا ماپنے والا تھا اس نے اس کام سے توبہ کی اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بعض احباب نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ میرے ماپ میں (یعنی اس ٹوپہ (ایک آلہ) میں جس سے میں غلہ ماپتا تھا) کچھ مٹی سی بیٹھ گئی تھی۔ جس کا میں نے کچھ نہ کیا تو ہر ٹوپہ ماپنے کے وقت بقدر اس مٹی کے کم ہو جاتا تھا تو میں اس قصور کے سبب معرضِ عتاب (عذاب) میں ہوں۔ (138)

حکایت ایک شخص اپنی ترازو کو مٹی وغیرہ سے صاف نہیں کرتا تھا۔ اسی طرح چیز تول دیتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کو قبر میں عذاب شروع ہو گیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی قبر میں سے چیخنے چلانے کی آواز سُنی تو بعض صالحین نے اس کے لئے دعائے مغفرت کی تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کے عذاب کو دفع کیا۔ (139)

(۴) ابو میسرہ فرماتے ہیں کہ ایک میت کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا اور اس سے آگ کے شعلے ظاہر ہوئے تو مُردہ نے پوچھا مجھے کیوں مارتے ہو۔ فرشتوں نے کہا کہ تو ایک مظلوم پر گزرا اس نے تجھ سے اِستِغاثَہ (فریاد) کیا مگر تو نے اس کی فریاد رسی نہ کی اور ایک دن تو نے بے وضو نماز پڑھی۔ (140)

(۵) شریح قاضی علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے: ایا کم والرشوة فانها تعمی عین الحکیم (141) (تنبیہ المغترین)

یعنی تم رشوت سے بچا کرو کہ رشوت حکیم کی آنکھ کو اندھا کر دیتی ہے۔

(۶) امام حسن بصری علیہ الرحمۃ جب کسی حاکم کو دیکھتے کہ وہ مساکین پر کچھ تَصَدُّق (صدقہ) کرتا ہے تو آپ فرماتے اے صدقہ دینے والے تو نے جس پر ظلم کیا ہو اس پر رحم کر اور اس کی دادرسی کر کہ یہ کام صدقات سے بہت بہتر ہے۔ (142)

(۷) میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی پر ظلم کرے پھر اس گناہ سے نجات حاصل کرنا چاہے تو تو ہر نماز کے بعد اس کے لئیے استغفار کریں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیگا۔ (143)

فائدہ یہ اُس صورت میں ہے کہ وہ مظلوم فوت ہو جائے اور اگر زندہ ہو تو اس سے معاف کرائے۔

---

(138) ایضاً

(139) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 57.58، المکتبۃ التوقیفیۃ

(140) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 58، المکتبۃ التوقیفیۃ

(141) تنبیہ المغترین، الباب من الاخلاق السلف الصالح، کثرۃ الخوف، 1/ 58، المکتبۃ التوقیفیۃ

(142) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 58، المکتبۃ التوقیفیۃ

(143) ایضاً

(۸)میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ بعض اوقات نمازی نماز میں اپنے آپ پر لعنت کہتا ہے اور وہ جانتا نہیں۔لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے فرمایا کہ وہ پڑھتا ہے "اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ" یعنی کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت۔اور وہ خود ظالم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے نفس پر بسبب گناہوں کے ظلم کیا ہوتا ہے اور لوگوں کے اموال ظلماًاس نے لئے ہوتے ہیں اور کسی کی بے عزتی کی ہوتی ہے تو "لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ" یعنی اس کو بھی شامل ہوتی ہے۔[144]

(۹)حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو ڈرتا نہیں ایسے دن میں ظلم کرتا ہے جس دن قیامت قائم ہوگی اور جس دن تیرا باپ آدم علیہ السلام پیدا ہوا۔[145]

(۱۰)احمد بن حرب فرماتے ہیں کہ دنیا سے کئی قومیں کثرت حسنات کے ساتھ غنی نکلیں گی اور قیامت میں مفلس ہوں گی کہ حقوق العباد میں سب حسنات کھو بیٹھیں گے۔[146]

(۱۱)سفیان ثوری فرماتے ہیں اگر تو ستر گناہ اپنے خالق کے لئے ہوئے خالق کے دربار میں پیش ہو تو اس سے بہتر ہے کہ تو ایک مخلوق کا ایک گناہ لے کر جائے یعنی حقوق العباد میں سے ایک گناہ خدا تعالیٰ کے ستر گناہ سے بہت بڑا ہے۔[147]

انتباہ﴾ غور فرمائیں کہ بزرگانِ دین کو حقوق العباد کا کس قدر خوف تھا تو ہمیں بھی چاہیے کہ ان بزرگوں کے اتباع میں حقوق العباد سے بچتے رہیں اور حتّی الوُسع (جہاں تک بن پڑے) اپنی حیاتی میں حقوق العباد کی نسبت اپنا معاملہ صاف کر لینا چاہیے۔

قیامت کا خوف

طریقہ اسلاف﴾ سلف صالحین کی عاداتِ مبارکہ میں سے تھا کہ وہ جب قیامت کے ہولناک حالات سنتے تھے تو بہت ڈرتے تھے اور جب قرآن شریف سنتے تھے تو انہیں غشی ہو جاتی تھی۔

حدیث شریف﴾ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روز یہ آیت پڑھی: اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّ جَحِيۡمًاۙ۝ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيۡمًا۝ (پارہ ۲۹، سورۂ المزمل، آیت ۱۲،۱۳)﴿**ترجمہ**: بیشک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلے میں پھنستا کھانا اور دردناک عذاب۔﴾ حمران بن اعین رضی اللہ عنہ سُن رہے تھے یہ آیت سنتے ہی غش کھا کر گرے اور وفات پا گئے۔[148]

(۲)ایک دفعہ یزید رقاشی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما کے پاس گئے تو عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ اے یزید مجھے کوئی نصیحت کر۔یزید نے فرمایا اے امیر المؤمنین تو وہ پہلا خلیفہ نہیں جو مرے گا یعنی تجھ سے پہلے خلفاء بھی فوت ہو گئے اور تو بھی فوت ہو جائے گا۔خلیفہ عمر نے رونا شروع کیا اور فرمایا کہ کچھ

---

(144) ایضاً
(145) ایضاً
(146) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 59، المکتبۃ التوقیفیۃ
(147) ایضاً
(148) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 59، المکتبۃ التوقیفیۃ

اور فرمایئے۔ یزید نے کہا کہ تیرے اور آدم علیہ السلام کے درمیان تیرے آباء میں سے کوئی زندہ نہیں ہے۔ پھر خلیفہ روئے اور بہت روئے اور فرمایا کہ اور فرمایئے اُنہوں نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ کے درمیان کوئی تیسرا مقام نہیں۔ اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز روئے اور غش کھا کر گر پڑے۔ [149]

(۳) حسن بن صالح علیہ الرحمۃ ایک بار اذان دیتے ہوئے جب آپ نے اشھدان لاالہ الااللہ کہا تو غش کھا کر گر پڑے۔ لوگوں نے ان کو منارہ سے اُتارا ان کے بھائی نے اذان دی اور نماز پڑھائی اور حسن بے ہوش تھے۔ ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن صالح سے بڑھ کر خشوع و خضوع والا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ ایک رات صبح تک سورۃ عم یتساء لون کا ہی تکرار کرتے رہے سورۃ مذکور پڑھتے تو غش ہو جاتا جب اِفاقہ (تخفیفِ مرض) ہوتا تو پھر وُضو کرتے پھر پڑھتے پھر غش ہو جاتا۔ اسی طرح کرتے کرتے آپ نے صبح کر دی۔ [150]

(۴) داؤد طائی علیہ الرحمۃ نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ اپنے کسی عزیز کی قبر پر رو رہی تھی اور کہتی تھی: لیت شعری بأی خدیک بدأ البلی [151]

(اھوال القبور)

یعنی کاش مجھے معلوم ہوتا کہ قبر کے کیڑے نے تیرے کس رخسار کے کاٹنے میں ابتدا کی۔ داؤد یہ الفاظ سن کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(۵) امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سورہ "اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ" کو پڑھنا شروع کیا جب "وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ" پر پہنچے تو غش کھا کر گر پڑے اور زمین پر بہت دیر تک لیٹے رہے۔ [152]

فائدہ ﴾ جو لوگ حضراتِ صوفیہ کے وجد و حال پر استہزاء (ہنسی مزاق) کرتے ہیں وہ ان روایات پر غور کریں اور شیطانی وسوسوں سے باز آئیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "صوفیانہ وجد کا ثبوت"۔

(۶) ربیع بن خشیم نے ایک قاری کو سُنا وہ پڑھ رہا تھا: اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا۝ (پارہ ۱۸، سورۂ الفرقان، آیت ۱۲)

﴿**ترجمہ**: جب وہ انہیں دور جگہ سے دیکھے گی تو سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا۔﴾ آپ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگ ان کو اُٹھا کر ان کے گھر لے گئے آپ کی نماز ظہر، عصر، مغرب، عشاء فوت ہو گئی کیونکہ آپ بے ہوش تھے اور آپ ہی اپنے محلہ کے امام تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ پڑھنے والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ [153]

(۷) حضرت وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام جب اپنی لغزش یاد کرتے تو آپ کو غشی ہو جاتی اور آپ کے دل کی آواز ایک میل تک سنائی دیتی۔ ایک دن جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ہل رأیت خلیلا یخاف خلیلہ" یعنی کہا تو نے کوئی دوست دیکھا ہے جو اپنے

---

(149) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 59.60 المکتبۃ التوقیفیۃ
(150) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 60، المکتبۃ التوقیفیۃ
(151) ایضاً
(152) ایضاً
(153) تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 1/ 60، المکتبۃ التوقیفیۃ

دوست سے ڈرتاہو۔ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا"إذا ذكرت خطيئتي نسيت خلتي"یعنی جب مجھے اپنی لغزش یاد آتی ہے تو خلت بھول جاتی ہے۔[154]

(احیاء علوم الدین)

(۸)حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ نے ایک دن نماز پڑھائی تو آپ نے سورۂ یاسین کی تلاوت کی۔جب آپ اس آیت پر پہنچے اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وّٰحِدَةً فَاِذَا هُمۡ جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ O (پارہ۲۳، سورۂ یٰسین، آیت ۵۳)

﴿ترجمہ:وہ تو نہ ہوگی مگر ایک چنگھاڑ جبھی وہ سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہو جائیں گے۔﴾تو ان کا لڑکا علی بے ہوش ہو کر گرا اور سورج۔۔۔تک اس کو افاقہ نہ ہوا۔[155]

(۹)علی بن فضیل جب کوئی سورت پڑھنے لگتے تو اسے ختم نہ کر سکتے اور سورۃ اذازلزلت اور سورۃ القارعہ تو کبھی بھی سن نہیں پاتے تھے۔جب وہ فوت ہوئے تو ان کا باپ فضیل ہنسا لوگوں نے پوچھا تو فرمایا اللہ نے اس کی موت کو پسند کیا ہے تو اللہ کے پسند کرنے کے لئے میں نے پسند کیا۔[156]

(۱۰)میمون بن مہران فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ پڑھ رہا تھا "وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوۡعِدُهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ" (پارہ۱۴، سورۂ الحجر، آیت ۴۳) ﴿ترجمہ:اور بیشک جہنم ان سب کا وعدہ ہے۔یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے چیخ ماری اور سر پر ہاتھ رکھ کر جنگل کی طرف نکل گئے۔﴾[157]

(۱۱)امام حسن بصری علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہنس رہا ہے۔فرمایا اے جوان کیا تو پل صراط سے گزر چکا ہے۔اس نے کہا نہیں فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا ٹھکانہ جنت ہے یا دوزخ اس نے کہا نہیں فرمایا پھر یہ ہنسا کیسا ہے۔پھر وہ شخص کبھی ہنستا ہوا نہیں دیکھا گیا۔سری سقطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ہر روز اپنی ناک کو کئی بار دیکھتا ہوں اس خوف سے کہ میرا منہ سیاہ نہ ہو گیا ہو۔[158]

(۱۲)زرارہ بن ابی اوفے نے فجر کی نماز پڑھی اور جب یہ آیت پڑھی فاذا نقر فی الناقور تو بے ہوش ہو کر گرے۔جب آپ کو اُٹھایا گیا تو میت پائے گئے۔بعض سلف جب آگ دیکھتے یا چراغ جلاتے تو جہنم کو یاد کر کے صبح تک روتے رہے۔[159]

(۱۳)حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو پوچھا گیا کہ خائفین کون ہیں۔فرمایا جن کے دل بسبب خوف ایک پھوڑا سا بن گئے ہیں اور ان کی آنکھیں روتی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جب موت ہمارے پیچھے ہے اور قبر ہمارے آگے اور قیامت ہمارے لئے وعدہ کی جگہ اور جہنم ہمارے لئے راستہ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا ہے پھر ہم کیسے خوش ہو سکتے ہیں۔[160] (احیاء العلوم الدین)

---

(154)احیاء علوم الدین، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف والصالحین فی شدۃ الخوف، 183/4، دار المعرفۃ بیروت

(155)تنبیہ المغترین، الباب کثرۃ الخوف، 61/1، المکتبۃ التوقیفیۃ

(156)ایضاً

(157)احیاء علوم الدین، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف والصالحین فی شدۃ الخوف، 186/4، دار المعرفۃ بیروت

(158)احیاء علوم الدین، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف والصالحین فی شدۃ الخوف، 185/4، دار المعرفۃ بیروت

(159) احیاء علوم الدین، بیان بیان تفصیل ما ینبغي ان یحضر في القلب عند کل، 168/1، دار المعرفۃ بیروت

(160)احیاء علوم الدین، بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف والصالحین فی شدۃ الخوف، 186/4، دار المعرفۃ بیروت

(۱۴)حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک جانور کو دیکھ کر فرمایا: یا لیتنی مثلک یا طائر و لم اخلق بشراً[161] (احیاء العلوم الدین)

یعنی کاش میں پرندہ ہوتا(عذاب سے مامون ہوتا)اور بشر نہ ہوتا۔

(۱۵)حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتاہوں کہ میں درخت ہوتا جو کاٹا جاتا۔[162]

پند سود مند سلف صالحین کی طرف خیال کرو۔وہ کس قدر خوفِ الٰہی کرتے تھے اب تم اپنے خیال پر غور کرو کیا تمہیں کبھی آیاتِ عذاب سن کر رونا آیاہے، کبھی خوفِ الٰہی سے غش ہواہے، کبھی کلامِ الٰہی سن کر تمہارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوئے ہیں،اگر نہیں تو شہادتِ قلبی کا علاج کرو اور کسی اللہ کے مقبول کی غلامی اختیار کرکے اس سے اپنے امراض باطنیہ کا علاج کراؤ۔اللہ تعالیٰ اپنے شفاخانہ حقیقی سے تجھے شفا عنایت کرے گا اور ضرور کریگا کہ اس کا وعدہ سچا ہے۔

صحابہ کا جذبہ عشق رسول ﷺ کائنات عالم میں عشق و محبت کی نہ جانے کتنی داستانیں بکھری پڑی ہیں۔تاریخ اپنی آغوش میں ہزاروں اربابِ محبت سمیٹے ہوئے ہے۔شعبہ محبت میں عشاق کی ایک طویل فہرست نظر آئے گی مگر اس میں سے عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت اپنے اندر ایک انفرادی شان، نمایاں حیثیت اور جُداگانہ انداز لئے ہوئے ہے۔اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی سے محبت کی صحیح تعبیر ہوتی ہے ان کی لافانی محبت(باقی رہنے والی محبت)آج بھی تاریخ کے زریں صفحات پر سنہرے حرفوں میں ثَبت(تحریر)ہے اور اس کی تابنَاک(روشن)حقیقت کو غیر بھی سراہتے ہیں ان کی زندگی عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک ایسا مرَقّع(رنگ برنگی تصویروں کا مجموعہ)ہے جس کے سامنے غیروں کی گردنیں بھی عقیدت مندانہ انداز سے خم ہیں۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہوں یا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ، عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ہوں یا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، عشرہ مبشرہ ہوں یا دیگر صحابہ ہر ایک کے دل سے محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پھول کھلتے ہیں محبت کرنے والوں کی اس مقدس جماعت نے عشق و محبت کی صحیح صورت کائنات کے سامنے پیش کرکے کتابِ محبت میں اربابِ محبت کے لئے ایک نئے باب کا اضافہ کیاہے۔اس اجمال کی مختصری تفصیل ان کی زندگی کے آئینہ میں دیکھی جائے تو اِستِعارہ بِالکِنایَہ کے حجابات اُٹھ جائیں گے اور ان کے جذبہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس داستان اُبھر کر سامنے آجائے گی۔

فرزند صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں مشرکین مکہ کے ہمراہ کفار قریش کی طرف سے لشکر اسلام سے زور آزمائی میں مصروف تھے۔مشرف بااسلام ہونے کے بعد ایک روز شفیق باپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں،پدر بزرگوار! جنگ بدر میں ایک ساعت ایسی بھی آئی کہ آپ میری تلوار کی زد میں آگئے تھے اگر میں چاہتا تو بڑی آسانی سے آپ کو تہ تیغ کر سکتا تھا لیکن رشتہ اُبُوّت(باپ بیٹے کے رشتہ)نے میری کلائی تھام لی اور میں نے آپ کی طرف سے صرفِ نظر کرلیا۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جذبہ عشق نے انگڑائی لی۔محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے تیور بدلا اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں ڈوبی ہوئی ایک پُر جلال آواز اُبھری وہ تمہارا کفر تھا جس نے تمہیں پدری رشتہ کی یاد دلائی اور تمہارے جذبہ مُبارَزَت(کارزار جنگ)پر خونی رشتہ غالب ہو گیا۔واللہ اگر میرے ساتھ یہی معاملہ پیش آتا اور تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

(161)احیاء علوم الدین،بیان احوال الصحابۃ والتابعین والسلف والصالحین فی شدۃ الخوف .4/ 183، دار المعرفۃبیروت

(162)ایضاً

غالب آتی اور تلوار اپنا کام کر جاتی، چشم فلک بھی دیکھ لیتی کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر ایک شفیق باپ نے اپنے چہیتے بیٹے کی گردن اُڑا دی۔[163] (ابن عساکر)

قابل صد احترام ہے جذبہ صدیقی کہ دل کی گہرائیوں سے اُبھرتا ہے اور کائنات کو انگشت بدنداں کر دیتا ہے۔ صدیقی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت نرالی شان رکھتا ہے مال اپنا ہوتا ہے مگر محبت کہتی ہے اسے اپنا نہ کہو اپنا تو صرف محبوب ہے بقیہ سب کچھ محبوب کا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس جذبے کی ترجمانی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کرتی ہے۔ ان کی روایت کے مطابق سید کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روز ارشاد فرمایا سرمایہ ابوبکر سے زیادہ مجھے کسی کی دولت سے فائدہ نہیں پہنچا۔ سرکار کے اس فرمان سے آتش محبت کو ہوا لگی اور دبی ہوئی چنگاری شعلہ جوالہ بن گئی۔ عشق صدیقی میں ہَیجان بَرپا (جذبات کا اُبھرنا) ہوا اور دریائے محبت بشکل آنسو آنکھوں سے ابل پڑا۔ گریہ سامانی کرتے ہوئے عرض کیا اے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! محبوب و محب میں، میرا اور تیرا کیسا، میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا اور میرا سب کچھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا، بہت پہلے ابوبکر کا تن من دھن سب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان ہو چکا ہے۔ اب ابوبکر کا حال کیسا؟[164] (احمد)

اللہ! اللہ! یہ ہے محبت صدیقی کہ مال اپنا ہے مگر محبت کہتی ہے کہ اسے میرا نہ کہا جائے اگر محبوب بھی اس کو ابوبکر کا مال کہیں گے تو صدیق کا آبگینہ (شیشہ جیسا) دل ٹوٹ جائے گا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ رضائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور عشق مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں گزرتا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسند و ناپسند سے بھی ہم آہنگ (ہم معنی) ہوئی تھی۔ اس کا اندازہ ہم کو اس سے ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا ابوطالب کا ایمان قبول کرنا، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور تھا اور دائرہ اسلام میں ان کا داخلہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسرت و شادمانی کا سبب اور انبساط و خوشی کا باعث تھا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آرزو فرماتے تھے کہ کاش چچا ابوطالب دولت ایمان سے ہمکنار ہو جائیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پر جب یہ حقیقت منکشف ہوئی تو بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! قسم ہے اس ذات وحدہٗ لاشریک کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ ابوطالب کا شرف ایمان سے مشرف ہونا میرے لئے میرے والد ابوقحافہ کے دائرہ اسلام میں آنے اور غلامی رسول قبول کرنے سے زیادہ عزیز و محبوب ہے کیونکہ مجھے وہی محبوب ہے جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو محبوب ہے، مجھے وہی پسند ہے جو سرکار کو پسند ہے۔ میری ساری مسرت و شادمانی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا سے وابستہ ہے جب ابوطالب کا ایمان قبول کرنا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو عزیز ہے تو بھلا میں اسے ناپسند کرنے کی جسارت کیسے کر سکتا ہوں۔[165] (شفاء شریف)

یہ تو تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جذبہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔ اب بالاختصار حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت تاریخ کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایئے آپ رضی اللہ عنہ کے جذبہ عشق میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شگفتگی (خوش مزاجی) ایسی ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے، ہوشمندی سر پٹک دیتی ہے، خِرَد (عقل) کی توانائی دم توڑ دیتی ہے کہ عشق و محبت کی ایسی دیوانگی تو کہیں نظر نہیں آتی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

---

(163) تاریخ دمشق لابن عساکر، الباب عبد، 30/128، دار الفکر بیروت، الطبعة الاولی، 1415ھ/1995م

(164) مسند امام احمد، الباب ابتاء، مسند ابی ھریرة، 7/247، الحدیث 7439، دار حدیث القاھرة، الطبعة: الأولی، 1416ھ – 1995م

(165) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، فصل فیما روي عن السلف و الائمة، 2/22، دار الفکر بیروت، الطبعة الاولی، 1409ھ – 1988م

بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہیں اور عرض کر رہے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ مجھے میری عزیز جان کے علاوہ کائنات کی ہر نعمت سے زیادہ عزیز ہیں، ارشاد ہوا لن یومن احد کم حتیٰ اکون احب الیہ من نفسہ تم میں کوئی مومن کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ عمر ابھی تمہاری محبت نامکمل ہے اس میں کمال پیدا کرو ارشادِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے گردنِ فاروقی خم کردی۔ اب عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! اب تو آپ مجھے میری عزیز جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ (166)

(شفاء شریف)

انسان کو ماں، باپ، اولاد، عزیز و اقارب اور خونی رشتوں سے بڑی محبت ہوتی ہے اور اپنی جان تو ہر ایک کو عزیز ہوتی ہے۔ دنیا میں جان سے زیادہ کوئی شے پیاری نہیں ہوتی مگر جذبہ فاروقی رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے والدین سے منہ پھیر لیا، اولاد کو ٹھوکر ماردی، عزیز و اقارب اور خونی رشتوں سے ناتا توڑ لیا حتیٰ کہ جان جیسی عزیز شے بھی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں میں ڈھیر کردی۔ یہ تمام چیزیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں کی خاک ہیں اور یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے لئے عزیز و محبوب تو صرف آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، ہے کوئی دشت محبت کا شہسوار! جو اس کی نظیر پیش کر سکے، مجنوں اور فرہاد جیسے عشق و محبت میں مارے ہوئے آزمودہ کار بھی محبت فاروقی رضی اللہ عنہ کے آگے زانوئے تَلَمُّذ تہہ (شاگردی اختیار) کریں۔

عشق فاروقی رضی اللہ عنہ کا ایک اور منظر بھی قابل دید ہے آپ رضی اللہ عنہ حجرِ اسود کے سامنے ہیں اور جوشِ محبت میں اس کو مخاطب کرکے فرما رہے ہیں تو ایک پتھر ہے تجھ میں نفع و ضرر کی صلاحیت نہیں تیری ذات سے میرے لئے کوئی منفعت و مضرت نہیں۔ میں تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا اگر میری آنکھوں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا میں تجھے اس لئے چومتا ہوں کہ تجھے محبوب کے لب ہائے مقدس مس ہوئے ہیں۔ نسبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے تجھے چوم رہا ہوں۔ (167) (شفاء شریف)

محبت فاروقی رضی اللہ عنہ کی جلوہ سامانی کا ایک اور دل کش پہلو بھی قابل دید ہے آپ رضی اللہ عنہ نے مقام ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز ادا کرکے فرمایا میری نگاہوں نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو کرتے ہوئے دیکھا میں نے بھی وہی کیا۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی تھی۔ عشق نے مجبور کیا کہ عمر تم بھی یہاں اپنا سجدہ لٹاؤ اس لئے اس دو رکعت کی ادائیگی ہوئی ہے۔ (168) (شفاء شریف)

مختصر یہ کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی راہ محبت میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جذبہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے کچھ تراشتے پیش ناظرین ہیں۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو طواف کعبہ کی اجازت دے دی۔ عثمان! اگر تم چاہو تو صرف تمہارے لئے اجازت ہے تم کعبہ کا طواف کر سکتے ہو مگر تمہارے رسول اور رُفقاء (احباب) اجازت سے مُستَثنیٰ (عام حکم سے الگ) ہیں۔ طوافِ کعبہ ایک عظیم عبادت ہے

---

(166) الشفاء بتعریف حقوق المصطفي. فصل في ثواب محبته. 2/19. دار الفکر بیروت. الطبعة الاولي. 1409ھ–1988م

(167) الشفاء بتعریف حقوق المصطفي. فصل فیماروي عن السلف والائمة. 2/15 ، دار الفکر بیروت. الطبعة الاولي. 1409ھ–1988م

(168) الشفاء بتعریف حقوق المصطفي. فصل فیماروي عن السلف والائمة. 2/14 ، دار الفکر بیروت. الطبعة الاولي. 1409ھ–1988م

نصیب والوں کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ خوش بختی ہے کہ انہیں طواف کی اجازت مل رہی ہے انہیں طواف کر لینا چاہیے مگر محبت کہتی ہے کہ محبوب نے ابھی طواف نہیں کیا ہے تم طواف کروگے ؟ نہیں نہیں بغیر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے طواف کرنے کا قصد بھی نہ کرنا۔ محبت کی اس آواز پر اُنہوں نے قریش کو جواب دیا میری غیرتِ ایمانی یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے میں طواف کرلوں۔ میں اُس وقت تک ہرگز طواف نہیں کر سکتا جب تک کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم طواف نہ فرمالیں۔[169] (شفاء شریف)

عثمانی عشق و محبت کی ایک اور روایت سے کائناتِ دل کو معمور کر لیجئے آپ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو سھلہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار ہم نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سرگوشی فرمارہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گوش اقدس میں کچھ ایسی باتیں پہنچیں جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ مُتَغَیّر (تبدیل شدہ) ہوگیا، شگفتہ چہرہ پَژْ مُرْ دَہْ (مرجھایا ہوا) ہوگیا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد وہ مُہِیب (خوف ناک) ساعت آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلوائیوں نے ان کے کاشانہ اقدس میں محصُور (قید) کردیا۔ ہم نے آپ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے، پیمانہ صبر لبریز ہوگیا ہے، اب ان کی سَرکوبی (سزا دینے) کی اجازت دیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے مقابلہ کی نہیں بلکہ صبر و شکر کی وصیت فرمائی ہے۔[170] (بیہقی)

قابل توجہ امر یہ ہے کہ جان خطرے میں ہے۔ کھانا، پانی بند ہے، گھر سے باہر قدم نہیں نکال سکتے، جان کو عظیم خطرہ لاحق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو حکم دے دینا چاہیے تھا کہ ہاں! ہاں! ان بلوائیوں کو روند ڈالو، صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کردو مگر آپ رضی اللہ عنہ ایسا کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ کیونکہ محبت کہتی ہے کہ چاہے جان چلی جائے مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وصیت پر آنچ نہ آنے پائے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جذبہ عشق ہی تھا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک اشارہ پر آپ رضی اللہ عنہ نے اُونٹوں کی ایک کثیر جماعت، دیناروں کے کھنکتے ہوئے ہزاروں سکے، مسجد نبوی کی تعمیر کے لئے زمین اور بیرِ رومہ[171] خرید کر قدمِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں بچھا دیا۔ (مشکوۃ شریف)

غرض کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی زندگی بھی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا گلدستہ ہے۔

مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ بھی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے معمور ہے ان کا ایک ہی فرمان اتنی جامعیت کا حامل ہے کہ محبت کے تمام شعبے اس میں سمٹ آتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ آپ حضرات رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کس انداز کی محبت کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جذبہ عشق کے کیا تیور ہوئے تھے ؟ ارشاد فرمایا لوگوں کو اپنا مال بہت عزیز ہوتا ہے مگر ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے مال کو ٹھوکر مارتے تھے، اپنی اولاد سے سب کو بے پناہ پیار ہوتا ہے مگر ہماری اولاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کی بھینٹ چڑھتی تھی، والدین سے یک گونہ (ایک طرح کی، کسی حد تک) محبت ہوتی ہے مگر محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے والدین

---

(169) الشفاء بتعريف حقوق المصطفي. فصل في عادة الصَّحَابَةِ في تعظيمه. 2/39. دار الفكر بيروت. الطبعة الاولي. 1409 هـ-1988 م

(170) مسند امام احمد. 40/297. الحديث 24253. دار حديث القاهرة. الطبعة: الأولى. 1416 هـ-1995 م

(171) مشكاة المصابيح. كتاب المناسك. باب العطايا الفصل الأول. 2/907. الحديث 3008 (1). المكتب الإسلامي-بيروت. الطبعة: الثالثة. 1985 م

کی محبت بھی دم توڑتی نظر آتی۔ سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی جتنا محبوب ہوتا ہے اس کا اندازہ ایک پیاسا ہی کر سکتا ہے مگر شدت تِشنَگی (پیاس) میں ہم سے پوچھا جائے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اختیار کرتے ہو یا فرحت بخش ٹھنڈے پانی کو، تو قسم ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی! ہم سکون بخش ٹھنڈے پانی کو ٹھوکر مار کر اپنی جان قربان کر دیں گے مگر ہم یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ کر سرد پانی کی طرف نگاہ اُٹھا دیں۔[172] (شفاء شریف)

خلفائے راشدین کے بعد دیگر صحابہ کی داستانِ عشق بھی ذہن نشین کرتے چلئے:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما گروہ صحابہ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کا پیر سُن ہو گیا ہے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کائنات میں جو سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو اس کو پکاریئے مرض سے نجات مل جائے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً پکارا یا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم)! پکارتے ہی پیر درست ہو گیا۔[173] (نزھۃ الناظرین)

حاضرین کے ذہن میں خونی رشتوں کی ایک طویل فہرست اُبھر آئی ہو گی لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے سب کو پس پشت ڈال دیا اور صرف رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکار کر یہ اعلان کر دیا کہ پوری کائنات میں آپ رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ محبوب سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔

ایک مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کی محبت دیوانگی کے روپ میں نظر آتی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اُونٹ کی مُہار (نکیل) ہے اور اُونٹ کو کبھی اس گلی میں لے جاتے ہیں اور کبھی اس گلی میں لے جاتے ہیں، کبھی اس گلی کو گزرگاہ بناتے ہیں، کبھی ادھر کا رُخ کرتے ہیں، کبھی اُدھر کا۔ ان سے سوال کیا گیا حضور والا! یہ کیا ہو رہا ہے؟ ارشاد فرمایا یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم میں تو اتنا جانتا ہوں کہ ایک روز میں نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسی انداز میں دیکھا تھا۔ محبت نے مجبور کیا کہ عبداللہ! محبوب کی اداؤں کو دہراؤ اور میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اداؤں کی نقل کرنے لگا۔[174] (شفاء شریف)

جو لوگ آدابِ محبت سے بیگانہ ہیں، عشق کے تقاضوں سے نا آشنا ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی کا ایک ایک گوشہ انہیں دعوتِ فکر دیتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کھڑے ہوتے اور منبر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریف فرما ہونے کی جگہ ادب سے ہاتھ رکھتے اور پھر اسے اپنے چہرے پر مل لیتے تھے۔[175] (شفاء شریف)

عقل کہتی ہے کہ ایک منبر کی کیا حیثیت ہے لکڑی کا ڈھانچہ ہے ادنیٰ حقیقت رکھتا ہے جب وہ خود مقدس نہیں تو اس سے تقدس کیسے حاصل ہو گا مگر محبت عبداللہ کہتی ہے کہ اسے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقدس جسم سے نسبت ہے۔ مقدس سے نسبت رکھنے والا بھی مقدس ہوتا ہے لہٰذا ایسی

---

(172) الشفاء بتعريف حقوق المصطفي. فصل فيما روي عن السلف و الائمة. 22/2. دار الفكر بيروت. الطبعة الاولي. 1409 ھ–1988 م

(173) الشفاء بتعريف حقوق المصطفي. فصل فيما روي عن السلف و الائمة. 23/2. دار الفكر بيروت. الطبعة الاولي. 1409 ھ–1988 م

(174) الشفاء بتعريف حقوق المصطفي. فصل فيما روي عن السلف و الائمة. 15/2. دار الفكر بيروت. الطبعة الاولي. 1409 ھ–1988 م

(175) الشفاء بتعريف حقوق المصطفي. فصل في حكم زيارة قبره. 86/2. دار الفكر بيروت. الطبعة الاولي. 1409 ھ–1988 م

چیزوں سے تقدس حاصل کرو۔ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ رضی اللہ عنہ کی وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ دَباغَت شدہ (کچّے چمڑے کو پکا کر بنے ہوئے) اور زرد رنگ کا کالا جوتا پہنتے تھے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے سرکار کو ہمیشہ ایسے ہی نعلین میں دیکھا تھا۔ (176)(شفاء شریف)

محبت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ چلتی پھرتی چیزوں میں بھی محبوب کی پسند کو مد نظر ہونا چاہیے۔

حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا جذبہ عشق بھی کسی سے پیچھے نہیں ہے۔ ان کی دیوانگی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ان کے کاشانۂ اقدس پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قیام کے دوران میں گھر کے اندر جو کچھ پکتا سب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہو جاتا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس میں حسبِ اشتہا (بھوک کے مطابق) تناول فرما لیتے تھے جب بچا ہوا کھانا گھر پہنچتا تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے متوالوں کا حال قابل دید ہوتا تھا۔ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں سرشار خاندان کھانے میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے نشان انگشت تلاش کر کے وہیں سے لقمہ لینے کی کوشش کرتا تھا۔ ایک روز بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کھانا واپس آیا۔ نشانہائے انگشت کی تلاشی ہوئی مگر ایک نشان بھی نہ ملا حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں مُضطرِبانَہ (بے قرار ہو کر) عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! آج آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھانا تناول نہیں فرمایا خدانخواستہ طبیعت تو ناساز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کھانا نہ کھانے کا سبب یہ ہے کہ آج کھانے میں کچا لہسن پڑا ہوا ہے اور کچا لہسن مجھے پسند نہیں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم! جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کچا لہسن پسند نہیں تو میں بھی آج سے کبھی کچا لہسن استعمال نہیں کروں گا اور پھر اُنہوں نے زندگی کے آخیر لمحہ تک کچے لہسن کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ (177)(جواہر البحار شریف)

عشق و محبت کی یہی وہ منزل ہے جہاں کھڑی کھوٹی محبت بے نقاب ہو جاتی ہے۔ عقل کہتی ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ کھانے پینے کے معاملہ میں اپنی پسند کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسند کا پابند کیا جائے اور محبت کہتی ہے کہ وہ عقل والوں کا شیوہ ہوگا۔ اہل محبت کا اندازِ فکر تو یہ ہے کہ محبوب کی ناپسند کی طرف نگاہ اُٹھانا بھی توہین محبت ہے۔ لہسن حرام نہیں، ناجائز نہیں۔ اس کے استعمال میں کوئی شرعی قباحت نہیں مگر جب محبوب نے اسے ناپسند فرما دیا تو محب کے لئے اس کا استعمال نازیبا ہے۔

حضرت زید ابن وثنہ رضی اللہ عنہ کی والہانہ محبت بھی تاریخ کے سینے میں ایک تابناک حیثیت رکھتی ہے۔ جب شہید کرنے کے لئے ان کو حدودِ حرم سے باہر نکالا گیا اور وہ مقتل (قتل کرنے کی جگہ) میں پہنچے تو ابوسفیان ابن حرب نے کہا زید اس وقت تو تمہارے دل میں یہ خواہش کروٹ لے رہی ہوگی کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تمہاری جگہ ہوتے، ان کی گردن زنی ہوتی اور تم اپنے اہل و عیال میں مصروف عیش ہوتے۔ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا متوالا تڑپ اُٹھا حضرت زید رضی اللہ عنہ مُضطرِب (بے قرار) ہو گئے ارشاد فرمایا ابوسفیان اپنے پیشواؤں سے متعلق تمہارا یہ طریقہ فکر ہو سکتا ہے مگر میں تو یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کسی ایسی جگہ تشریف رکھیں جہاں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پائے مبارک میں ایک کانٹا بھی

---

(176) الشفاء بتعريف حقوق المصطفى, فصل في علامة محبته, 2/27, دار الفكر بيروت, الطبعة الاولى, 1409هـ – 1988م

(177) سنن ترمذی, باب ما جاء في كراهية اكل الثوم و البصل, 4/261, حديث 1807, شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر

چبھ جائے اور میں اپنے خاندان میں آرام پذیر رہوں۔ قسم ہے خدائے ذوالجلال کی! ہمیں سر کٹا دینا محبوب ہے مگر یہ گوارا نہیں کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدم میں ایک کانٹا بھی چبھے۔ اس ناقابل تردید حقیقت کو دیکھ کر ابو سفیان نے بھی بے ساختہ کہہ دیا۔ اصحابِ (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) جس انداز کی محبت (حضرت) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے کرتے ہیں ہم نے کسی کو بھی کسی سے بایں انداز محبت کرتے نہیں دیکھا۔ (178) (شفاء شریف)

بروایت شفاء شریف حضرت عمرا بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کائنات کی کوئی نعمت عزیز و محبوب نہیں۔ (179)

سیدِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت بھی اپنے اندر اپنے نُدرت (تنہائی) لئے ہوئے ہیں۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے جُدائی آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ناقابل برداشت ہوتی تھی۔ اگر کبھی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ دیکھتے تو بے قرار ہو جاتے تھے۔ ایک روز بارگاہ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں عجیب انداز سے حاضری دیتے ہیں، چہرے کا رنگ اُڑا ہوا ہے، حالت خستہ ہے، چہرے سے حزن وملال پھوٹ رہا ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ثوبان! آج تمہارا انداز کیوں بدلا ہوا ہے، خیریت تو ہے، چہرہ اُترا ہوا کیوں نظر آرہا ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے کوئی شکایت نہیں ہے، میں کسی مرض کا شکار نہیں ہوں، مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے۔ صرف یہ درد مجھے ستارہا ہے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نہیں ہوپاتی جب دیدار کی تڑپ رہتی ہے دل بے قرار ہوتا ہے تو مضطربانہ حاضری کا شرف حاصل کرتا ہوں مگراے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہاں تو زیارت کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آتی ہے۔ آخرت کا خوف دامن گیر ہے کہ وہاں سرکار انبیاء کرام کے ساتھ مقام رفیع میں جلوہ فرما ہوں گے اور خوش نصیبی سے اگر جنت میرے حصہ میں آئی تو ادنی مقام پر میں محدود رہوں گا اور اگر خدانخواستہ جنت ہی محروم ہو گیا تو پھر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کے شرف کی کیا صورت ہو گی؟ دونوں صورتوں میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے ہمیشہ محرومی ہو گی۔ یہی فکر مجھے مبتلائے وحشت کئے ہوئے ہے اس فکر میں دبلا ہوتا جارہا ہوں۔ محبت کے ماروں کی آرزو پوری نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے، عشق و محبت کی یہ آہ بابِ اجابت تک پہنچ گئی اور وہاں سے فوراً پیامِ مسرت بھی آگیا:

وَمَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓـئِكَ مَعَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ‌ۚ

وَحَسُنَ اُولٰٓـئِكَ رَفِيۡقًا ؕ (النساء:69)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(178) الشفاء بتعريف حقوق المصطفي. فصل فيما روي عن السلف و الائمة. 2/ 23. الطبعة الاولي دار الفكر. 1409 هـ – 1988 م

(179) الشفاء بتعريف حقوق المصطفي. فصل فيما روي عن السلف و الائمة. 2/ 21. الطبعة الاولي دار الفكر. 1409 هـ – 1988 م

سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو خدا کا یہ پیغام سنا دیا، گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہاں ساتھ ہو تو تمہاری محبت بھی وہاں تمہیں میری ہمراہی میں رکھے گی۔[180] (نزہۃ الناظرین)

جس صحابی پر نظر ڈالو وہ رسول کا جاں نثار نظر آتا ہے۔ ہمیں کوئی بھی ایسا نہیں ملتا جس کے اندر جذبہ محبت کی کارفرمائی نہ ہو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جذبہ عشق ملاحظہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی ٹوپی میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک عقیدت و محبت سے رکھتے تھے ایک موقع پر عین جنگ میں ٹوپی سر سے گر گئی عقیدت بھرا دل تڑپ اُٹھا۔ ٹوپی میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک ہیں کہیں اس پر کسی کا پیر نہ پڑ جاوے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر عقیدت کی بڑی رسوائی ہو جائے گی۔ فوراً کسی خطرے کی پرواہ کئے بغیر جنگ کی طرف سے توجہ ہٹا کر باز کی طرح ٹوپی سے جھپٹے اور عقیدت سے ٹوپی کو سر پر رکھ لیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان کے اس فعل کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور تنقیداً کہہ بھی دیا خالد یہ کہاں کی ہوش مندی ہے کہ ایک معمولی سی ٹوپی کے لئے اپنے کو خطرات کے حوالہ کر دیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹوپی کی وجہ سے یہ فعل مجھ سے سرزد نہیں ہوا بلکہ یہ محبت بھری حرکت تعظیم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے ہوئی ہے۔ میری معمولی ٹوپی میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرانقدر موئے مبارک تھے میں نے سوچا موئے مبارک کی کہیں بے حرمتی نہ ہو جائے کہیں اس کی برکت مجھ سے سَلب (دور) نہ ہو جائے اس لئے جذبہ محبت نے اس حرکت پر مجبور کیا لہٰذا موئے مبارک کی حرمت کے تحفظ کے لئے میں ٹوپی پہ جھپٹ پڑا۔[181] (شفاء شریف)

محبت بلالی آواز دیتی ہے۔ اب ذرا اس کی طرف اپنی توجہ مبذول (مائل) کیجئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہیں بچنے کے آثار مَفقُود (غائب) ہو چکے ہیں قریب مرگ ہیں۔ عالم جانکنی کو دیکھ کر ان کی بیوی تڑپ اُٹھیں اور ان کے غم میں ڈوبی ہوئی آواز اُبھری **واحزنا** ہائے حزن و ملال کہ رفیق زندگی ساتھ چھوڑ رہا ہے، میری کائنات اُجڑ رہی ہے، گوش بلال میں یہ درد بھری آواز پہنچی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً اس کی تردید کی۔ غم کی کیا بات ہے واطرباہ! وائے خوشیوں کا ہجوم کہ کل میں اپنے محبوب، رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی محبوب جماعت کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا یہ تو مقامِ خوشی ہے نہ کہ غم۔[182] (شفاء شریف)

صحابہ کرام علیہم الرضوان کا جذبہ عشق کبھی کبھی ایسی نرالی صورت اختیار کر لیتا تھا کہ دیکھنے والے عش عش کر کے رہ جاتے تھے۔ حضرت ابو مخذورہ رضی اللہ عنہ کے سر میں پیشانی کے اُوپر بالوں کا ایک گچھا رہتا تھا۔ جب وہ اسے کھول کر اس میں کنگھا کرتے تو بالوں کی لٹ زمین بوس ہو جاتی تھی ان سے دریافت کیا گیا کہ اسے کٹا کیوں نہیں دیتے کیا اس کی بقاء میں کوئی حکمت پوشیدہ ہے؟ اُنہوں نے کہا سبحان اللہ! انہیں کٹانے کا مشورہ دیا جا رہا ہے ان بالوں سے میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ مبارک مس ہوئے ہیں۔ یہی تو میرے لئے سرمایہ آخرت ہیں میں انہیں کٹانے کی جسارت کیسے کر سکتا ہوں۔[183] (شفاء شریف)

---

(180) الشفاء بتعریف حقوق المصطفي. فصل فیما روي عن السلف و الائمة. 2/20 ، الطبعة الاولي دار الفكر. 1409 ھ–1988 م

(181) الشفاء بتعریف حقوق المصطفي. فصل فیما روي عن السلف و الائمة. 2/56 ، الطبعة الاولي دار الفكر. 1409 ھ–1988 م

(182)الشفاء بتعریف حقوق المصطفي. فصل فیما روي عن السلف و الائمة. 2/23 . الطبعة الاولي دار الفكر. 1409 ھ–1988 م

(183) الشفاء بتعریف حقوق المصطفي. فصل فیما روي عن السلف و الائمة. 2/56 . الطبعة الاولي دار الفكر. 1409 ھ–1988 م

صحابہ کرام کے جذبہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے چند اور تراشے پیش قارئین ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیالے میں کدو تلاش کررہے ہیں اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر کدو تناول فرما رہے ہیں۔ سمجھ گئے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کدو غایَت دَرجَہ (بہت زیادہ) مَرغُوب (پسندیدہ) ہے۔ اسی دن سے وہ بھی کدو کو پسند فرمانے لگے اور ان کے لئے کدو جیسی محبوب ومرغوب غذا کوئی نہ رہی۔[(184)] (شفاء شریف)

حضرت امام حسن بن علی، حضرت عبداللہ ابن عباس اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک مقدس جماعت حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا کے حضور حاضر ہوئی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ آج آپ ایسا کھانا بنائیے جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مرغوب تھا تاکہ ہم بھی اسے اپنی مرغوب غذا بنالیں۔[(185)] (شفاء شریف)

یہ تو انفرادی انداز سے صحابہ کرام کا جذبہ محبت پیش ہوا۔ اب اجتماعی رُوپ میں ان کی دیوانگی کا سوز وگداز ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت اسحاق تجیبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم انتہائی خشوع کے ساتھ ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کرتے تھے اور بوقت ذکر ہیبت سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور وہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں اکثر گریہ سامانی کرتے تھے۔[(186)] (شفاء شریف)

یہ بھی محبت کا ایک انداز ہے کہ محبوب کا ذکر تعظیم وتوقیر سے کیا جائے اور توقیر رسول کو ایمانی جزو سمجھا جائے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم احترام محبوب میں، بابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنے ناخنوں سے دستک دیتے تھے تاکہ ساعت محبوب پر گراں نہ گرے۔[(187)] (شفاء شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نگاہوں سے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے موئے مبارک اتروا رہے ہیں اور عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم موئے مبارک کے حصول کے لئے پروانہ وار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا طواف کررہے ہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر سے اگر ایک موئے مبارک جدا ہوتا ہے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پڑتا ہے ایک بھی بال زمین پر گرنے نہیں پاتا۔[(188)] (شفاء شریف)

حضرت عروہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ قریش کے نمائندہ کی حیثیت سے جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے تو دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم وضو فرما رہے ہیں اور اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پروانے چاروں طرف شمع رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا طواف کررہے ہیں۔ جسم اقدس سے وضو کا پانی جدا بھی ہونے نہیں پاتا کہ پروانے اسے اپنے

---

(184) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی. فصل فی علامة محبته صلی الله علیه و سلم. 2/27. الطبعة الاولی دار الفکر. 1409 ھ–1988 م

(185) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی. فصل فی علامة محبته صلی الله علیه و سلم. 2/27. الطبعة الاولی دار الفکر. 1409 ھ–1988 م

(186) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی. فصل فی علامة محبته صلی الله علیه و سلم. 2/26. الطبعة الاولی دار الفکر. 1409 ھ–1988 م

(187) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی. فصل فیما روی عن السلف و الائمة. 2/40 الطبعة الاولی دار الفکر. 1409 ھ–1988 م

(188) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی. فصل فیما روی عن السلف و الائمة. 2/39. الطبعة الاولی دار الفکر. 1409 ھ–1988 م

ہاتھوں میں روک لیتے ہیں، کسی نے شوقِ محبت میں اپنا دامن پھیلا دیا ہے تاکہ وضو کا غسالہ نصیب ہو جائے۔ وارفتگی کا یہ عالم ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پانی کے حصول کے لئے آپس میں لڑ پڑیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم لعابِ دہن زمین پر ڈالتے ہیں، ناک صاف کرتے ہیں مگر یہ جاں نثار اسے بھی زمین تک پہنچنے نہیں دیتے بلکہ درمیان ہی سے اسے اچک لیتے ہیں اور اس کو کوئی اپنے چہرے پر مل رہا ہے، کوئی سینے پر مل رہا ہے، کوئی جسم کے دیگر حصوں کو فیض پہنچا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا کوئی موئے مبارک اگر ٹوٹتا ہے تو یہ دیوانے اس کے حصول کے لئے آپس میں مُتَصادِم (مقابل) ہو جاتے ہیں۔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو اس کی تعمیل کے لئے ہر شخص پیش قدمی کرتا ہے اور ہر شخص کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ میرے ہی ہاتھوں یہ کام انجام پذیر ہو۔ جب وہ اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور گفتگو کرتے ہیں تو آواز پست رکھتے ہیں، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و توقیر بجالانے کا انداز یہ ہوتا ہے کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے آنکھیں نہیں ملاتے بلکہ نگاہیں نیچی رکھتے ہیں۔ حضرت عروہ ابن مسعود دیوانگانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ دیوانگی دیکھتے جاتے تھے اور حیرت سے ان کی آنکھیں پھیلتی جاتی تھیں اور پھر جب وہاں سے لوٹے تو بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عقیدت کیشوں کے والہانہ عشق و محبت کی چھاپ ان کے دل و دماغ پر کچھ ایسی پڑی کہ قریش کے سامنے اپنی دلی تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اے جماعت قریش! قیصر و کسریٰ کے درباروں کو میں نے دیکھا ہے، نجاشی کے دربار کی عظمت سے میں خوب واقف ہوں، سلاطین عالم کے درباروں کی نخوت (بہادری، گھمنڈ) سے میری آنکھیں آشنا ہیں۔ مگر قسم ہے خدائے ذوالجلال کی بارگاہِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت ہی نرالی ہے۔ کسی شہنشاہ کے حواری اس کی تعظیم و توقیر ویسی نہیں کر سکتے جیسی اصحابِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی کرتے ہیں۔[189] (بخاری شریف)

صحابہ کرام کا یہی جذبہ عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ تاریخ جس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے غیر بھی ان کے جذبہ محبت کی بالاتری کو تسلیم کرتے ہیں۔ دشمنوں کے قلب و روح بھی ان کی دیوانگی سے متاثر ہیں۔ اسی جذبہ کو لے کر وہ اُٹھے تو کائنات عالم پر چھا گئے۔ عظمت کائنات ان کی ٹھوکروں میں آگئی، دنیاوی فیروز مندی ان کے قدموں تلے بچھ گئی۔

ہمارے دور میں بہت علماء و پیر کہلوانے کی کوشش فرماتے ہیں کہ انہیں قربِ شاہی مل جائے اس سے بعض حضرات کی نیت تو نیک ہوتی ہے مگر دورِ حاضرہ کی شاہی دربار کا ان پر غلبہ ہو جاتا ہے اسی لئے حکومت کے قریب جانے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ یہاں کا نظامِ حکومت انگریزی طرز پر ہے۔ حاکم و محکوم کا سلسلہ دورِ غلامی کے نظام ہی کی طرح ہے۔ چند دین دار افسروں کے علاوہ اکثر افسر اپنے کو آقا اور لوگوں کو رَعِیَّت (ملازم) سمجھتے ہیں اور اسی انداز کے مطابق پھر ان سے ملتے ہیں۔ افسر تو بڑے لوگ ہیں جو چھوٹے چھوٹے ملازم ان افسران بالا کے پاس ہوتے ہیں ان کی اکڑ تو افسران سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ خدا کی پناہ! یہ جو عام لوگوں کے ساتھ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسے افسروں اور حاکموں کے متعلق بد دعا فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے میرے پروردگار جس کسی شخص کو میری اُمت میں صاحبِ اختیار بنایا گیا اور اُس نے لوگوں پر سختی کی تو اُس پر سختی فرما اور جس کو اختیار دیا گیا اور اس نے لوگوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا تو اس پر رحم فرما۔[190] (رواہ مسلم)

(189)صحيح البخاري، باب الشروط في الجهاد و المصالحة مع اهل الحرب، 3/193 الحديث 2731، دار طوق النجاة الطبعة: الأولى، 1422هـ

(190)صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضيلة الإمام العادل، وعقوبة الجائر، 3/1457، الحديث 1458، دار إحياء التراث العربي بيروت

اکثر افسروں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اس بدعا کی زد میں ہیں۔ کم ہی ایسے ہیں جو لوگوں کے ساتھ ہمدردی و خلوص کا رویہ اختیار کر کے دعائیں حاصل کرتے ہیں۔

کرسی و اقتدار بڑے فتنے کی چیز ہے، انسان کے حواس خراب کر دیتی ہے۔ صاحبِ منصب شخص پھر اپنے آپ کو مخلوق خدا سے الگ کوئی چیز سمجھنے لگتا ہے اور یہی اس کی بربادی کا سبب بنتا ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ایک روایت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے: عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَيْلٌ لِلْأُمَرَاءِ وَيْلٌ لِلْعُرَفَاءِ وَيْلٌ لِلْأُمَنَاءِ لَيَتَمَنَّيَنَّ أَقْوَامٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَّ ذَوَائِبَهُمْ كَانَتْ مُعَلَّقَةً بِالثُّرَيَّا يَتَذَبْذَبُونَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَكُونُوا عَمِلُوا عَلَى شَيْءٍ[191] (مسند احمد بن حنبل)

یعنی فرماتے ہیں ہلاکت ہو حکام کے لئے، ہلاکت ہو لیڈروں کے لئے، ہلاکت ہو اُمنا[192] کے لئے۔ البتہ تمنا کریں گے یہ لوگ قیامت کے دن کہ کاش! ان کے ماتھے ثریا[193] کے ساتھ معلق کر دیئے جاتے اور آسمان و زمین کے درمیان لڑھکتے رہتے لیکن یہ کسی افسری اور ذمہ داری کو قبول نہ کرتے۔

دونوں جہانوں کے سردار کو یہ بتا دیا گیا تھا کہ لوگ صاحبانِ اختیار ہونے کے بعد مخلوق خدا کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کریں گے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی درخواست نامنظور کرتے ہوئے فرمایا:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَا تَسْتَعْمِلُنِي؟ قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِي، ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةُ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا[194] (صحیح مسلم)

ترجمہ﴾ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی مجھے کوئی ذمہ داری سونپیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے کندھے پر ہاتھ سے ضرب دے کر فرمایا اے ابا ذر تم ضعیف ہو اور یہ ایک امانت ہے اور یہ روزِ قیامت شرمندگی اور ندامت ہو گی مگر اس کے لئے نہیں ہو گی جس نے اس کو صحیح طریقے سے لیا اور اس کا حق ادا کیا۔

علماء وصلحاء کو حاکموں سے دور رھنا چاھیے﴾ علماء اور صلحاء کو ویسے بھی دنیا داروں اور خاص کر حاکموں سے دور رہنا چاہیے۔ اسی میں ان کی دنیا و آخرت کی فلاح مُضمِر (پوشیدہ) ہے۔ بلا ضرورت ان دونوں طبقوں کے قرب کی وجہ سے دنیا کی محبت دل میں زیادہ ہوتی ہے اور آخرت سے انسان غافل ہو جاتا ہے۔ ان کی کَرّ و فَر (شان و شوکت) اور شَاہانَہ (بادشاہوں کے مانند) انداز کو دیکھ کر فطری طور پر انسان کے دل میں ان اشیاء کی طرف خواہش پیدا ہوتی ہے۔

---

(191) مسند امام احمد بن حنبل، 352/2، الحديث 8612، دار حديث القاهرة، الطبعة: الأولى، 1416 ھ – 1995 م

(192) وہ جو جائداد کا انتظام اور مالگزاری اکٹھا کرتے ہیں۔

(193) وہ چھ یا سات ستارے جو برج ثور میں باہم متصل واقع ہیں اور بادی النظر میں ملے جلے نظر آتے ہیں۔

(194) صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب كراهة الامارة بغير ضرورة، 1457/3، الحديث 1825، دار إحياء التراث العربي بيروت

کیونکہ دنیاتوبظاہر بہت ہی خوشنما چیز ہے۔انسان کواپنی طرف کھینچتی ہے۔اس لئے اہل اللہ اس سے دوررہنے کی کوشش کرتے ہیں اور دنیا سے محبت ان دوطبقوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور بسااُوقات انسان لالچ اور ان افراد کے دباؤ میں آکر خلافِ شریعت اُمور میں ان کی حمایت کرکے آخرت کو برباد کرنے کے جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک روز حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ يَا كَعْبَ بْنَ عُجْرَةَ مِنْ أُمَرَاءَ يَكُونُونَ مِنْ بَعْدِي فَمَنْ غَشِيَ أَبْوَابَهُمْ فَصَدَّقَهُمْ فِي كَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ (195)(سنن الترمذی)

یعنی اے کعب میں پناہ مانگتا ہوں تیرے لئے خدائے پاک کی نادانوں کی امارت سے۔میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم یہ کس لئے؟ فرمایا اُمَراء(دولت مند)ہوں گے عنقریب میرے بعد ایسے جوان کے پاس داخل ہوا اور ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کی یہ لوگ مجھ سے نہیں ہوں گے اور نہ میں ان سے اور یہ لوگ حوض کوثر کو میرے پاس نہیں لائے جائیں گے۔

اور جو لوگ ان حاکموں کے پاس نہ گئے اور نہ ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور نہ ان کے ظلم میں ان کے ساتھ معاونت کی۔یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے اور یہ لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے۔

فائدہ﴾ثابت ہوا کہ علماء سے جتنا ہو سکے ان لوگوں کے قرب سے حتی الامکان دور رہنا چاہیے۔

خیرالقرون کی حکومتیں﴾حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خلفائے راشدین اور پھر سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم تک کی حکومتوں پر ہمیں اور ان کے سربراہوں سے کسی قسم کی بدگمانی ہوسکتی اس کے باوجود ان اَدوار(زمانے)میں بھی بعض صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم حکومت کے معاملات سے دور رہنے کی کوشش فرماتے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔(آمین)

فقط و السلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔پاکستان

۵ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ

(195)سنن الترمذی، کتاب الجمعة ، باب ماذکر فی فضل الصلاة، 512/2، الحدیث614 ، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر